﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 19 — جمعۃ المبارک 24 رفروری 2012ء — یکم ربیع الثانی 1433 ہجری قمری ❁ 24 تبلیغ 1391 ہجری شمسی — شمارہ 08

خدا کی گرفت

حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی مالکن امّ انمار لوہے کو سخت گرم کرتی اور حضرت خبابؓ کے سر پر رکھ دیتی۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے امّ انمار کو سر میں ایک بیماری ہوگئی اور حضرت خبابؓ نے اس ظلم سے نجات پائی۔ (اسد الغابہ جلد 2 صفحہ 98۔ از عبد الکریم الجزری مکتبہ اسلامیہ طہران)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اسلام کبھی ایسا عقیدہ پیش نہیں کرسکتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا ہو۔ ہمارے مخالف مرنے کے بعد یقیناً سمجھ لیں گے کہ وہ اسلام کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔

اسلام کی فتح وفات مسیح کے عقیدہ میں ہے

’’میں نے کوئی بات قال اللہ اور قال الرسول کے برخلاف نہیں کی۔ اگر قرآن اور حدیث میں جسم عنصری کا لفظ آیا ہوتا تو اس کا منکر کافر اور ملعون ہوتا مگر اصل حقیقت خدا تعالیٰ نے بذریعہ الہام کے مجھ پر ظاہر کردی اور قرآن اور حدیث اور اجماعِ صحابہؓ اس کی تائید میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات صحابہؓ کے واسطے ایک بڑا صدمہ تھا۔ باسٹھ (62) یا تریسٹھ (63) سال کوئی بڑی عمر نہیں۔ صحابہؓ کو اگر یہ کہا جاتا کہ عیسیٰؑ تو زندہ ہے مگر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوگئے تو اُن کے واسطے ایک پشت شکن صدمہ تھا۔ اسی واسطے حضرت ابوبکرؓ نے سب کو اکٹھا کرکے وعظ کیا اور ان کو سمجھایا کہ سب نبی مرگئے۔ کوئی بھی زندہ نہیں۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہوگئے۔ صحابہؓ ایک عشق اور محبت کی حالت رکھتے تھے۔ وفات مسیح کے بغیر دوسرا پہلو وہ ہرگز مان نہ سکتے تھے۔ اسلام کبھی ایسا عقیدہ پیش نہیں کرسکتا جو آنحضرت افضل الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا ہو۔ کوئی ہمیں بُرا یا بھلا کہے ہم تو اپنا کام کرتے چلے جائیں گے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کی فتح اسی میں ہے۔ اگر ہم عیسائیوں کی ہاں میں ہاں ملا دیں تو ہم ان کو کیونکر زیر کرسکتے ہیں۔ ہمارے مخالف مرنے کے بعد یقیناً سمجھ لیں گے کہ وہ اسلام کے دوست نہیں بلکہ دشمن ہیں۔ عادت بھی ایک بُت ہوتا ہے اور یہ لوگ اس بُت کی پرستش کررہے ہیں۔

مسیح علیہ السلام کی زندگی اور نزول کے بارہ میں ایک گفتگو

یہاں پر ایک مولوی صاحب مخالفین کی جماعت میں سے بول اُٹھے اور چونکہ پھر انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کو مسلسل تقریر کرنے نہیں دی بلکہ جلدی جلدی سوال پر سوال کرتے گئے اور کسی سوال کے متعلق حضرت کا جواب پورا نہ سنا۔ اس واسطے تقریر مذکورہ بالا تو ختم ہوگئی۔ مولوی صاحب کے سوال و جواب میں درج کرتا ہوں تاکہ دہلی کے مولویوں کا نمونہ ناظرین کو نظر آجائے:

مولوی صاحب:۔ تو جن روایات سے حضرت عیسیٰؑ کی زندگی ثابت ہے ان کو کیا کریں؟

حضرت اقدس علیہ السلام:۔ جو روایت قرآن اور حدیثِ صحیح کے مخالف ہو، وہ ردّی ہے۔ قابلِ اعتبار نہیں۔ قولِ خدا کے برخلاف کوئی بات نہیں ماننی چاہیے۔

مولوی صاحب:۔ اور جو وہ روایت بھی صحیح ہو۔

حضرت اقدسؑ:۔ جب قولِ خدا اور قولِ رسول کے برخلاف ہوگی تو پھر صحیح کس طرح؟ خود بخاری میں مُتَوَفِّیْکَ کے معنے مُمِیْتُکَ لکھے ہیں۔

مولوی صاحب:۔ ہم بخاری کو نہیں مانتے اور روایتوں میں مسیح کی زندگی لکھی ہے۔ قرآن کی تفسیروں میں لکھا ہے کہ مسیح زندہ ہے۔

حضرت اقدسؑ:۔ تمہارا اختیار جو چاہو مانو یا نہ مانو اور قرآن شریف خود اپنی تفسیر آپ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہوگئے اور کتاب اللہ اور احادیث صحیحہ کے مطابق یہ بات ہے۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ قرآن و حدیث کے مخالف ہم کوئی روایت نہیں مان سکتے۔

مولوی صاحب:۔ اور جو وہ بھی صحیح ہو تو؟

حضرت اقدسؑ:۔ وہ صحیح ہو ہی نہیں سکتی۔

مولوی صاحب:۔ اگرچہ صحیح ہو۔

حضرت اقدسؑ:۔ میں کئی دفعہ سمجھا چکا ہوں۔ اب بار بار کیا کہوں۔ کتاب اللہ کے برخلاف جو روایت ہو وہ کس طرح صحیح ہوسکتی ہے؟

مولوی صاحب:۔ یہ کس نے لکھا ہے۔ کس کتاب میں درج ہے کہ برخلاف روایت ہو تو نہ مانو۔ امام بخاری نے بھی غلطی کھائی جو مُتَوَفِّیْکَ کے معنے مُمِیْتُکَ کردیئے۔

حضرت اقدسؑ:۔ اگر بخاری نے غلطی کھائی تو تم اور کوئی حدیث یا لغت پیش کرو جہاں وفات کے معنے سوائے موت کے کچھ اور کئے گئے ہوں۔

مولوی صاحب:۔ اچھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے تو فرشتوں کے ساتھ نازل ہونا ہے۔ تمہارے ساتھ فرشتے کہاں ہیں؟

حضرت اقدسؑ:۔ تمہارے کندھوں پر جو دو فرشتے ہیں وہ تم کو نظر آتے ہیں جو یہ فرشتے تم کو نظر آجائیں گے؟

مولوی صاحب:۔ تو زینہ کہاں ہے جس کا ذکر آیا کہ اس پر سے عیسیٰؑ اُترے گا۔

حضرت اقدسؑ:۔ نزول کے یہ معنی نہیں جو تم سمجھتے ہو۔ یہ ایک محاورہ ہے۔ جب ہم مسافر سے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں اُترے؟

اس کے بعد وہ لوگ اُٹھ کر چلے گئے‘‘۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 497 تا 499۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

امن کی حقیقی بنیاد سچائی کے اظہار میں ہے۔ افسوس ہے کہ سچائی کے اعلیٰ معیار قومی اور بین الاقوامی سطح پر نظر نہیں آتے۔

ذاتی مفادات کے حصول کے لئے سچائی اور انصاف کو بار بار قربان کیا جاتا ہے اور کیا جارہا ہے۔

ہم نہ صرف امن کا نعرہ بلند کرتے ہیں بلکہ حقیقت میں عملی اقدامات کر رہے ہیں۔

وہ وقت آئے گا جب دنیا اسلام کو امن واستحکام کی روشن شمع کے طور پر شناخت کرے گی۔

موجودہ عالمی حالات کے پس منظر میں دنیا میں قیامِ امن کے لئے اسلامی تعلیمات کی روشنی میں نہایت اہم نصائح پر مشتمل سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطاب

(جماعت احمدیہ برطانیہ کے زیر اہتمام 26؍مارچ 2011ء کو طاہر ہال بیت الفتوح لندن میں منعقدہ امن سمپوزیم (Peace Symposium) میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انگریزی زبان میں فرمودہ خطاب کا اردو ترجمہ)

(اردو ترجمہ: طارق حیات۔ مربی سلسلہ)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَیں تمام معزز مہمانوں کو **السلام علیکم ورحمۃ اللہ** کہتا ہوں۔

آج ہم ایک سال کے وقفے کے بعد حسب روایت پھر یہاں جمع ہیں، ہمارا یہ اجتماع اب احمدیہ جماعت کے کیلنڈر کی ایک مستقل تقریب بن چکا ہے اور اس میں شامل ہونے والوں کی اکثریت ہمارے غیر از جماعت دوستوں کی ہے۔

اس ملاقات کی غرض دوستانہ ماحول میں ایک جگہ بیٹھ کر اپنے مشترکہ مقصد کی بات کرنا ہے۔ اور وہ واحد ہدف اور مشترکہ مقصد پیار، محبت، بھائی چارے اور امن کا پھیلاؤ ہے۔

یقیناً اس ''امن سمپوزیم'' کا انعقاد تو احمدیہ مسلم جماعت کرتی ہے جسے دوسری مسلمان جماعتیں اور بعض مسلمان فرقے زیادہ پسندیدگی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود حاضرین میں ہمارے مسلمان دوستوں کی ایک بڑی تعداد موجود ہے جو اس تقریب میں بخوشی شامل ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارے عیسائی دوست، یہودی دوست، ہندو اور سکھ دوست یہاں حاضر ہوتے اور اس میں شمولیت کرتے ہیں یہاں تک کہ بعض دہریہ بھی آکر شرکت کرتے ہیں۔ مزید برآں کئی ممالک سے لوگ آتے اور اس تقریب میں شریک ہوتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ آج یہاں تقریباً دس ملکوں کے نمائندگان موجود ہیں۔

پس آج کا یہ اجتماع صاف ظاہر کررہا ہے کہ دنیا کے نیک فطرت لوگ اپنے مذہبی، ثقافتی، سیاسی اور قومی اختلافات اور نظریات کو ایک طرف رکھ کر انسانی قدروں کی حفاظت اور ترقی کے لئے یہاں جمع ہوتے ہیں اور یہ بات ان کی انسانیت کا بھی ثبوت ہے۔ یہ لوگ یہاں آکر ان مشترکہ قدروں سے استفادہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جن کو اپنا کر دنیا میں امن وآشتی پیدا کی جاسکتی ہے۔ بالفاظ دیگر یہ تقریب مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے **بین الثقافتی** اور بین الاقوامی اجتماع ہے۔

اگرچہ یہ اجتماع دنیا کے امن میں فوری طور پر بہتری نہیں لاسکتا تاہم اس طرح باہم مل بیٹھنے سے ہم کم از کم اپنے اندر تو انسانی اقدار کو پروان چڑھا سکتے ہیں۔

آج دنیا کے کئی ممالک مختلف اور متعدد ثقافتوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہیں اور وہاں متفرق مذاہب کے ماننے والے آباد ہیں۔ ایسے میں ایک دوسرے کی آراء اور تبصروں کو سننے، باقاعدگی سے ایک دوسرے سے ملتے رہنے کے نتیجے میں فطری طور پر شکوک و شبہات کا خاتمہ ہوگا نیز اس طرح تحمل و برداشت کو بھی فروغ ملے گا۔ جب لوگ آپس میں تھوڑی سی بھی واقفیت رکھتے ہوں تو چھوٹے چھوٹے معاملات جھگڑوں کی شکل اختیار نہیں کرسکتے بلکہ ان کو باآسانی نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ مزید برآں باہمی تعامل ہمیں وسعت قلبی اور سخاوت میں بھی بڑھاتا ہے۔

آج انگلستان بھی دنیا کا ایک ایسا ملک بن چکا ہے جہاں مختلف قوموں، ثقافتوں اور مذاہب کے ماننے والے لوگ آباد ہیں۔ اگرچہ اس ملک کا رقبہ دنیا کے بہت سے ملکوں سے کم ہے مگر یہ قوم چونکہ کھلے ذہن اور فکر کی مالک ہے اس لئے یہ ملک اپنے اندر ایک جہان بسا چکا ہے۔

یورپ کے بعض ممالک عام طور پر اسلام کی تعلیم اور روایات کے بارہ میں شدید تحفظات رکھتے ہیں۔ ایسے بعض ممالک نے تو اسلامی تعلیم وروایات پر پابندیاں عائد کر رکھی ہیں اور بعض ایسا کرنے کے بارہ میں سوچ رہے ہیں مگر انگلستان میں معاملہ اس سے مختلف ہے۔ پس انگلستان کے عوام کی وسعت فکر اور ذہنی ترقی کے نتیجہ میں ایک مثبت تأثر پایا جاتا ہے اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج یہاں جو بھی سیاسی پارٹی برسر اقتدار آتی ہے وہ مذہبی امور طے کرتے وقت کسی بھی ایک مذہبی گروہ کے جذبات کی رو میں نہیں بہہ سکتی۔ میری دعا ہے کہ یہ انصاف کی لگن اس قوم کا رہنما اصول بنا رہے۔

جب متحدہ ہندوستان پر برطانیہ کی حکومت تھی اس وقت حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے برطانوی قوم کی انصاف پسندی کی قدر کی اور متعدد بار اس امر پر اس قوم کی تعریف فرمائی۔ آپ علیہ السلام نے حکومت کا مذہبی آزادی میں دخل نہ دینے پر بطور خاص شکریہ ادا کیا۔ یعنی اگر مسیحی مشنریوں کو ہندوستان میں اپنے عقیدے کے پرچار کی مکمل آزادی تھی تو اسی طرح مسلمانوں کو بھی اپنی مذہبی رسومات کی بجا آوری اور تبلیغ کی مکمل آزادی حاصل تھی۔

اسی زمانہ میں حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام پر متعدد عدالتی مقدمات بھی قائم کئے گئے۔ ان مقدمات کی اصل بنیاد تو وہ کھلی کھلی مخالفت اور دشمنی تھی جو دیگر مسلمان فرقوں، عیسائیوں اور ہندوؤں کو حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کی ذات سے تھی۔ ان مقدمات کی کارروائی عیسائی برطانوی ججوں کی زیر نگرانی ان کی عدالتوں میں ہوئی۔ اور بعض مقدمات کے تو مدعی ہی عیسائی تھے۔ مگر برطانوی عدالتوں نے انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیا اور ایسے لوگوں کے خلاف فیصلے جاری کئے جو خود ان کے اپنے ہم مذہب تھے۔ پس برطانوی حکومت کے تحت ہر شہری کو برابر کے حقوق حاصل تھے۔ یہ وہ اخلاق کی بلندی ہے جو معاشرے میں امن کے قیام کی ضمانت ہے۔ میری خواہش اور یقین ہے کہ برطانوی قوم اپنے اس قیمتی اور خاص وصف کو قائم رکھے گی یہاں تک کہ آج دنیا کے موجودہ حالات میں اپنا کردار نبھاتے وقت بھی اسی معیار کو قائم رکھے گی۔

جیسا کہ مَیں نے ابھی ذکر کیا تھا کہ یہ اجتماع مختلف قوموں کے ایک ساتھ بیٹھ کر امن کی تلاش اور اس کے قیام کے لئے خاص کوششیں کرنے، محبت اور بھائی چارے کو پروان چڑھانے کا نام ہے۔ لیکن ہم تو صرف اپنی اپنی جماعتوں اور اپنے اپنے ماحول میں ہی کوشش کرسکتے ہیں۔ آج شام یہاں ہمارے مہمان تقریباً تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ہیں مثلاً بعض کا تعلق سیاست سے ہے، کچھ حکومت سے وابستہ ہیں، اور کچھ احباب سفارتی حلقوں سے تشریف لائے ہیں۔ باقی کا تعلق ان اداروں اور تنظیموں سے ہے جو دنیا میں امن کے لئے کوشاں ہیں جیسا کہ ہمارے معزز دوست لارڈ ایرک ایوبری، جو حقوق انسانی کی حفاظت کے لئے ہمیشہ صف اول میں نظر آتے ہیں۔ اسی طرح یہاں ہماری مقامی ممبر آف پارلیمنٹ Siobhain McDonagh بھی موجود ہیں جو بیک وقت دوستی اور انصاف کے حقوق نبھانے والی ہیں۔ نیز میں انتہائی معزز ممبر پارلیمنٹ Dominic Grieve اور ممبر پارلیمنٹ Ed Davey کا بھی ذکر کرنا چاہوں گا۔ یہ سب وہ احباب ہیں جو امن کی ترویج میں ہمارے مددگار رہیں۔ بعض اوقات بیک وقت دوستی اور انصاف کے حقوق نبھانا خاصا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن میں ان تمام دوستوں اور سیاسی رہنماؤں کا ممنون ہوں جو بیک وقت یہ دونوں فرائض نبھانے والے ہیں۔

میرا یقین کامل ہے کہ اگر ہمارے تمام معزز مہمان اپنے اپنے دائرے میں ہمارے مشترکہ مقصد یعنی امن کے قیام کے لئے خاص جدوجہد کریں گے تو وقت کے ساتھ ساتھ وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ ترقی کرتے ہوئے وسیع میدانوں میں یہ کام کرسکیں گے یہاں تک کہ سارے عالم میں امن کے قیام میں اپنا کردار ادا کرسکیں گے۔

اور جہاں تک اس میدان میں ''احمدیہ مسلم جماعت'' کے کردار کا معاملہ ہے تو جماعت احمدیہ حقیقی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سارے عالم میں امن کے قیام اور ظلم کے خاتمے کی پرجوش تمنا رکھتی ہے۔ لیکن بدقسمتی سے عملی طور پر ہم امن قائم کروانے کے لئے کچھ نہیں کرسکتے کیونکہ ہم دنیاوی لحاظ سے کوئی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ دوسروں کے مقابلہ میں ہم ایک چھوٹی سے مذہبی جماعت ہیں جو فی الوقت دنیا کی نظر میں کوئی بھی قابل قدر مقام نہیں رکھتی۔ لیکن جو بھی ہو، ہمارے بلند عزائم بالآخر ہمیں اس مقام تک پہنچا دیں گے جہاں سے ہم دنیا میں امن کے قیام کے لئے اہم کردار ادا کرسکیں گے یعنی وہ امن عالم جس کی بنیاد حقیقی اسلامی تعلیم پر ہوگی۔ اور تب دنیا ''اسلام'' کو امن اور سلامتی کے روشن مینار کی حیثیت سے پہچان لے گی۔

اسلامی تعلیمات ہمیں ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنے کا حکم دیتی ہیں۔ جب حضرت نبی اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو یہ بات بتائی گئی تو انہوں نے سوال کیا کہ ''ایک بے رحم ظالم کی کس طرح مدد کی جاسکتی ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت سادگی سے جواب دیا کہ ''اس کا ہاتھ روک کر''۔ یعنی اس کو گناہوں سے باز رکھ کر تم اس کی مدد کرسکتے ہو۔

ظالم سمجھتا ہے کہ وہ اپنی طاقت کے بل بوتے پر

بقیہ صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر184

عہدِ خلافت خامسہ میں عربی زبان میں کتب اور تراجم کی اشاعت(3)

پچھلی دوقسطوں میں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کی جدید طبع میں علیحدہ طور پر اشاعت کے کام کا ذکر کیا تھا۔اور چند شائع ہونے والی کتب کا تعارف پیش کیا تھا۔اس قسط میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باقی عربی کتب کی اشاعت کی تفصیل اور مختصر تعارف پیش کیا جائے گا۔

مِنن الرحمٰن

یہ کتاب حالیہ جدید ایڈیشن کے تحت 2010ء میں شائع ہوئی۔

یہ وہ عظیم کتاب ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر اعلان فرمایا ہے کہ عربی زبان أُمُّ الْأَلْسِنَة یعنی تمام زبانوں کی ماں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ علماء اسلام کی ہمدردیٔ دین اور اس کی خدمت سے عدم توجہی اور دنیا طلبی اور مخالفین کے دین اسلام کے مٹانے کے لئے حملوں کو دیکھ کر میرا دل بے قرار ہوا اور قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔تب مَیں نے اللہ تعالیٰ سے نہایت عاجزی اور تضرع سے دُعا کی کہ وہ میری نصرت فرمائے۔اللہ تعالیٰ نے میری دُعا کو قبول فرمایا۔سو ایک دن جبکہ میں نہایت بے قراری کی حالت میں قرآن مجید کی آیات نہایت تدبّر اور فکر اور غور سے پڑھ رہا تھا تو قرآن شریف کی ایک آیت میری آنکھوں کے سامنے چمکی اور غور کے بعد میں نے اُسے علوم کا خزانہ اور اسرار کا دفینہ پایا وہ آیت یہ تھی: وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَاُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا (الشوریٰ: 8) اِس آیت کے متعلق مجھ پر کھولا گیا کہ یہ آیت عربی زبان کے فضائل پر دلالت کرتی ہے اور اشارہ کرتی ہے کہ عربی زبان تمام زبانوں کی اور قرآن مجید تمام پہلی کتابوں کی ماں ہے اور یہ کہ مکّہ مکرّمہ اُمّ الارضین ہے۔

(خلاصہ از مِنن الرحمٰن، روحانی خزائن جلد9 صفحہ 179 تا 183)

اِس تحقیق سے کہ عربی زبان اُمّ الالسنہ ہے آپؑ نے اسلام کی عالمگیر فتح کی بنیاد رکھ دی۔کیونکہ عربی زبان کے اُمّ الالسنہ اور الہامی زبان ثابت ہونے سے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ تمام کتابوں میں سے جو مختلف زبانوں میں مخصوص قوموں کی اصلاح کے لئے انبیاء پر نازل ہوئیں اعلیٰ اور ارفع، اتم اور اکمل اور خاتم الکتب اور اُمّ الکتب قرآن مجید ہے اور رسولوں میں سے خاتم النّبیین اور خاتم الرسل حضرت سیّدنا محمد مصطفٰےصلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آپ نے اپنی اس تحقیق کے بالمقابل کسی اور زبان کے بارہ میں ایسی تحقیق پیش کرنے والے کو انعامی چیلنج دیتے ہوئے فرمایا:

’’اب ہر یک کو اختیار ہے کہ ہماری کتاب کے چھپنے کے بعد اگر ممکن ہو تو یہ کمالات سنسکرت یا کسی اَور زبان میں ثابت کرے ...... ہم نے اس کتاب کے ساتھ پانچ ہزار روپے کا انعامی اشتہار شائع کر دیا ہے ......فتحیابی کی حالت میں بغیر حرج کے وہ روپیہ ان کو وصول ہو جائے گا۔‘‘

(ضیاء الحق۔رُوحانی خزائن جلد9 صفحہ 321،322)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ خیال تھا کہ یہ کتاب دسمبر 1895ء میں شائع ہو جائے گی اور رسالہ ضیاء الحق کو جو مئی 1895ء میں لکھا جا چکا تھا اس کا ایک حصّہ بنایا جائے گا لیکن اخبار ’’نور افشاں‘‘ میں عبداللہ آتھم کی پیشگوئی سے متعلق بعض مضامین کی اشاعت کی وجہ سے ضیاء الحق کے چند نسخوں کا شائع کرنا آپؑ نے مناسب سمجھا۔جس کی وجہ سے کتاب منن الرحمٰن مؤخر ہو گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں نہ چھپ سکی اور بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے عہد میں جون 1915ء میں شائع ہوئی۔

اس جگہ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس کتاب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصولوں پر مفصّل ریسرچ کی سعادت مکرّم شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ ابن حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ کے حصّہ میں آئی جنہوں نے برسوں کی محنت و کاوش سے دُنیا کی کم و بیش 50 مشہور زبانوں سنسکرت، انگریزی، لاطینی، جرمن، فرانسیسی، چینی، فارسی اور ہندی وغیرہ کے گہرے اشتراک اور عربی کے اُمّ الالسنہ ہونے کا نظریّہ پوری شرح و بسط سے نمایاں کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان فرمودہ اصول کی روشنی میں ان زبانوں کے بیس ہزار سے زائد الفاظ کے حل کرنے میں بھاری کامیابی حاصل کی۔حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کے اس موضوع پر بعض قیمتی مضامین جماعت کی ویب سائٹ پر ملاحظہ کئے جا سکتے ہیں۔

لُجَّةُ النُّور

یہ کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے عرب و فارس اور روم کے متقی بندوں اور صالح علماء اور مشائخ کو تبلیغ کرنے کے لئے بصورت مکتوب تصنیف فرمائی اور اس کی تصنیف کا حقیقی محرک وہ الہام اور رؤیا ہوئے جن میں آپ کو اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی تھی کہ مختلف ممالک کے صلحاء اور نیک بندے آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کے لئے دعائیں کریں گے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ آپ کو برکت پر برکت دے گا یہاں تک کہ بادشاہ آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔

یہ کتاب 1900ء میں لکھی گئی۔کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کا ارادہ کئی باب لکھنے کا تھا لیکن شاید ایک ہی باب لکھنے کے بعد آپ کی توجہ دوسری کتب کی طرف مبذول ہو گئی۔اس کتاب کی عام اشاعت آپ کی وفات کے بعد فروری 1910ء میں ہوئی۔

اس کتاب کے شروع میں آپ نے اپنی کنیت ابومحمود احمد تحریر فرمائی ہے اور اس میں آپ نے اپنے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کی صداقت ثابت کرنے کے لئے ضرورتِ زمانہ کو بطور دلیل پیش کیا ہے نیز اپنے آبائی سوانح، اپنے الہام ربّانی سے مشرف ہونے وغیرہ کا شرح و بسط سے ذکر کے علاوہ اسلام پر حملہ آور دشمنوں کے سامنے مسلمان علماء، صوفیاء اور سجادہ نشینوں کی بے کسی اور بے بسی کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے اور آخر میں پادریوں کے حملوں کا ذکر کر کے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے ہاتھوں پر انہیں شکست فاش دی ہے اور وہ میدان سے بھاگنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔

اس کتاب میں حضرت اقدس نے یہ عظیم الشان پیشگوئی بھی درج فرمائی ہے کہ’’ اللہ تعالیٰ میری نصرت فرمائے گا یہاں تک کہ میرا امر یا میری دعوت زمین کے مشارق و مغارب میں پہنچے گی۔‘‘ یہ پیشگوئی آج کتنی صفائی سے پوری ہو رہی ہے۔

اصل کتاب عربی میں ہے اور اس کے نیچے فارسی زبان میں ترجمہ بھی لکھا گیا ہے۔عربوں کے لئے اس کتاب کے حالیہ جدید ایڈیشن کی اشاعت 2010ء میں ہوئی جس میں صرف اصل عربی حصہ ہی شائع کیا گیا ہے۔

خطبہ الهامیہ

عیدالاضحیٰ جو 11/اپریل 1900ء عید کی نماز ادا کرنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے نہایت فصیح و بلیغ عربی زبان میں ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو خطبہ الہامیہ کے نام سے مشہور ہے۔خطبۂ الہامیہ اس کتاب کا وہ حصہ ہے جو يَاعِبَادَ اللّٰهِ فَكِّرُوْا سے شروع ہوتا ہے اور وَسَوْفَ يُنَبِّئُهُمْ خَبِيْرٌ پر ختم ہوتا ہے۔اس کے بعد’’ الباب الثانی ‘‘شروع ہوتا ہے۔اصل خطبہ میں جس کی وجہ سے ساری کتاب کا نام’’ خطبہ الہامیہ‘‘ رکھا گیا قربانی کی حکمت اور اس کا فلسفہ بیان کیا گیا ہے اور باقی چار ابواب میں جو آپ نے بعد میں رقم فرمائے اپنے دعویٰ پر روشنی ڈالی ہے اور قرآن مجید و احادیث سے اپنے دعویٰ کی صداقت اور تائید میں دلائل دیئے ہیں۔

اصل خطبہ کے علاوہ جو آپ نے 11/اپریل 1900ء کو دیا تھا باقی چار ابواب اور دوسرے اشتہار اور حواشی کے آخر پر درج تاریخوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ آپ نے مئی 1900ء سے لے کر اکتوبر 1902 تک کے درمیانی عرصہ میں کسی وقت تصنیف فرمائے اور اس کی اشاعت مکمل کتاب کی صورت میں اکتوبر 1902ء کے بعد ہوئی، جبکہ اس حالیہ نئے ایڈیشن کے تحت اس کی اشاعت 2009ء میں ہوئی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ سے متعلق اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:-

’’11/اپریل 1900ء کو عیداضحیٰ کے دن صبح کے وقت مجھے الہام ہوا کہ **آج تم عربی میں تقریر کرو تمہیں قوت دی گئی**۔اور نیز یہ الہام ہوا-

كَلَامٌ اُفْصِحَتْ مِنْ لَّدُنْ رَبٍّ كَرِيْمٍ

یعنی اس کلام میں خدا کی طرف سے فصاحت بخشی گئی ہے-

......تب میں عید کی نماز کے بعد عید کا خطبہ عربی زبان میں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ غیب سے مجھے ایک قوت دی گئی اور وہ فصیح تقریر عربی میں فی البدیہہ میرے مُنہ سے نکل رہی تھی کہ میری طاقت سے بالکل باہر تھی .....جس وقت یہ عربی تقریر جس کا نام خطبہ الهامیہ رکھا گیا لوگوں میں سُنائی گئی اس وقت حاضرین کی تعداد شاید دو سو کے قریب ہو گی۔سبحان اللہ اُس وقت ایک غیبی چشمہ کُھل رہا تھا۔مجھے معلوم نہیں کہ میں بول رہا تھا یا میری زبان سے کوئی فرشتہ کلام کر رہا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ اس کلام میں میرا دخل نہ تھا خود بخود بنے بنائے فقرے میرے منہ سے نکلتے جاتے تھے اور ہر ایک فقرہ میرے لئے ایک نشان تھا...... یہ ایک علمی معجزہ ہے جو خدا نے دکھلایا اور کوئی اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتا‘‘۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 376-375)

اعجاز المسیح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 20/جولائی 1900ء کو حق و باطل میں امتیاز کرنے کے لئے لاہور میں ایک جلسہ میں قرآن شریف کی کسی سورت کی چالیس آیات کے حقائق اور معارف فصیح و بلیغ عربی میں سات گھنٹے کے اندر لکھنے کے لئے تمام علماء کو عموماً اور پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو خصوصاً دعوت دی تھی۔مگر نہ تو کسی اور عالم نے، نہ ہی پیر مہر علی شاہ صاحب نے اس اعجازی مقابلہ کی دعوت کو قبول کیا۔اس کے برعکس بغیر اطلاع دیئے لاہور پہنچ کر اور مباحثہ کی شرط لگا کر لوگوں کو یہ دھوکا دیا کہ گویا وہ بالمقابل تفسیر لکھنے کے لئے تیار ہیں۔چنانچہ آپؑ نے بالقاء ربّانی ان کے لئے تحریر فرمایا کہ:

’’اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا۔تو اب بھی وہی قدرت اُن میں ضرور موجود ہوگی۔لہٰذا مَیں ان کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اسی میری درخواست کو اس رنگ پر پورا کر دیں کہ میرے دعاوی کی تکذیب کے متعلق فصیح بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھیں جو چار جز سے کم نہ ہو اور مَیں اسی سورۃ کی تفسیر بفضل اللہ وقوتہٖ اپنے دعویٰ کے اثبات سے متعلق فصیح بلیغ عربی میں لکھوں گا۔انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں تمام دنیا کے علماء سے مدد لے لیں۔عرب کے بلغاء فصحاء بلا لیں۔لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لئے طلب کر لیں۔15/دسمبر 1900ء سے ستّر دن تک اس کام کے لئے ہم دونوں کو مہلت ہے ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا۔اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے

بعد عرب کے تین نامی ادیب ان کی تفسیر کو جامع لوازمِ بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُر خیال کریں تو مَیں پانسو روپیہ نقد ان کو دوں گا اور تمام اپنی کتابیں جلادوں گا اور ان کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی ستر روز تک وہ کچھ بھی نہ لکھ سکے تو مجھے ایسے لوگوں سے بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش۔ صرف یہی دکھلاؤں گا کہ کیسے انہوں نے پیر کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا۔''

(اربعین نمبر4، روحانی خزائن جلد17 حاشیہ صفحہ 449،450)

اِس اعلان کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی خاص تائید سے حضرت اقدس علیہ السلام نے مدت معیّنہ کے اندر 23 فروری 1901ء کو ''اعجاز المسیح'' کے نام سے فصیح و بلیغ عربی زبان میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر شائع کردی۔ مگر پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کو اپنے گھر بیٹھ کر بھی بالمقابل تفسیر لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اور اپنی خاموشی سے اعتراف شکست کرتے ہوئے اپنے جاہل اور کاذب ہونے پر مہر تصدیق ثبت کردی۔

حضرت اقدس علیہ السلام نے فرمایا کہ مَیں نے اس کتاب کے لئے دُعا کی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی اور کہا مَنَعَہٗ مَانِعٌ مِنَ السَّمَآءِ کہ آسمان سے ہم اسے روک دیں گے اور مَیں سمجھا کہ اس میں اشارہ ہے کہ دشمن اس کی مثل لانے پر قادر نہیں ہوں گے

(خلاصہ از اعجاز المسیح، روحانی خزائن جلد18 صفحہ 68-69)

چنانچہ اس عظیم الشان پیشگوئی کے مطابق نہ پیر گولڑوی صاحب کو اور نہ عرب و عجم کے کسی اور ادیب فاضل کو اس کی مثل لکھنے کی جرأت ہوئی۔ اسی طرح اس کتاب کے سرورق پر آپ نے بطور تحدی فرمایا کہ یہ ایک لاجواب کتاب ہے۔ وَ مَنْ قَامَ لِلْجَوَابِ وَ تَنَمَّرَ۔ فَسَوْفَ یَرٰی اَنَّہٗ تَنَدَّمَ وَ تَذَمَّرَ کہ جو شخص بھی غصہ میں آکر اس کتاب کا جواب لکھنے کے لئے تیار ہوگا وہ نادم ہوگا اور حسرت کے ساتھ اس کا خاتمہ ہوگا۔

چنانچہ ایک مولوی محمد حسن فیضی ساکن موضع بھیں تحصیل چکوال ضلع جہلم مدرس مدرسہ نعمانیہ واقع شاہی مسجد لاہور نے عوام میں شائع کیا کہ مَیں اس کا جواب لکھتا ہوں۔ ابھی اس نے جواب کے لئے اعجاز المسیح پر نوٹ ہی لکھے تھے اور ایک جگہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ بھی لکھ دیا جس کے بعد ایک ہفتہ بھی نہ گزرا تھا کہ وہ ہلاک ہوگیا۔

یہ کتاب حالیہ جدید ایڈیشن کے تحت 2011ء میں شائع ہوئی۔

اَلْھُدٰی وَ التَّبْصِرَۃُ لِمَنْ یَّرٰی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے علماء ہند کے تعصب اور انکار حق پر اصرار کو دیکھ کر شام اور مصر وغیرہ کے علماء کی طرف توجہ فرمائی اور مصر کے بعض علماء اور مدیران جرائد و مجلّات کو اعجاز المسیح کے چند نسخے ارسال کئے وہاں ایک نسخہ الشیخ محمد رشید رضا مدیر المنار کو بھی بھجوایا۔ مناظر اور الھلال کے مدیران نے تو اس کی فصاحت و بلاغت کی بہت تعریف کی مگر الشیخ محمد رشید رضا نے لکھ دیا کہ کتاب سہو و خطا سے بھرپور ہے اور اس کے سجع میں بناوٹ سے کام لیا گیا ہے۔ اور لطیف کلام نہیں، اور ستر دن کی مدّت جو آپ نے اس کی مثل لانے کے لئے مقرر کی تھی اس کا ذکر کر کے اُس نے یہ لاف زنی کی کہ بہت سے اہل علم اس سے بہتر سات دن میں لکھ سکتے ہیں۔

جب اس کا یہ ریویو ہندوستان میں شائع ہوا تو علمائے ہند نے اس کی آڑ لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف از سرِ نو مخالفت کا ایک طوفان برپا کر دیا۔ تب آپ نے اتمام حجت کے لئے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی سے یہ کتاب تالیف فرمائی جس میں مدیر المنار کے لئے یہ پیشگوئی بھی فرمادی:۔

''اَمْ لَہٗ فِی الْبَرَاعَۃِ یَدٌ طُوْلٰی سَیُھْزَمُ فَلَا یُرٰی۔ نَبَأٌ مِنَ اللّٰہِ الَّذِیْ یَعْلَمُ السِّرَّ وَ اَخْفٰی۔''

کیا فصاحت و بلاغت میں اسے بڑا کمال حاصل ہے؟ عنقریب وہ ہزیمت خوردہ ہوجائے گا اور پھر نظر نہ آئے گا۔ یہ پیشگوئی ہے خدا کی طرف سے جو نہاں در نہاں کو جاننے والا ہے۔

مدیر المنار کے علاوہ دوسرے ادباء و علماء سے متعلق بھی فرمایا:۔

کیا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اہل زبان ہیں۔ عنقریب شکست کھائیں گے اور میدان سے دم دبا کر بھاگیں گے۔

جب کتاب شائع ہوئی اور اس کا ایک نسخہ شیخ رشید رضا صاحب کو بھی ہدیۃً بھجوایا گیا تو انہوں نے اَلْھُدٰی سے قبر مسیح سے متعلق مضمون کا بہت سا حصّہ نقل کر کے جو مسیحؑ کی کشمیر کی طرف ہجرت سے متعلق تھا اپنے رسالہ المنار میں نقل کر کے لکھا کہ ایسا ہونا عقلاً و نقلاً مستبعد نہیں ہے۔

ایڈیٹر المنار، الھدیٰ کی اشاعت کے بعد 30 سال سے زائد عرصہ تک زندہ رہا لیکن اسے یہ توفیق نہ ملی کہ اس کتاب کے جواب میں بالمقابل کوئی کتاب لکھتا اور اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی کمال آب و تاب سے پوری ہوئی۔

یہ کتاب حالیہ جدید ایڈیشن کے تحت 2011ء میں طبع ہوئی۔

تذکرۃ الشہادتین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کتاب 1903ء کی تصنیف ہے۔ اس کے دو حصے ہیں۔ حصّہ اردو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ رئیس اعظم خوست افغانستان اور ان کے شاگرد رشید حضرت میاں عبدالرحمٰن صاحبؓ کی شہادت کے واقعات پر مشتمل ہے۔ حصّہ عربی تین رسائل پر مشتمل ہے۔ پہلا رسالہ ''اَلْوَقْتُ وَقْتُ الدُّعَاءِ لَا وَقْتُ الْمَلَاحِمِ وَ قَتْلِ الْاَعْدَاءِ'' دوسرا رسالہ ''ذِکْرُ حَقِیْقَۃِ الْوَحْیِ وَ ذَرَائِعُ حُصُوْلِہٖ'' اور تیسرا رسالہ ''عَلَامَاتُ الْمُقَرَّبِیْن'' کے نام سے شامل ہے۔

جب اس کتاب کے عربی حصہ کی اشاعت کے لئے تیاری ہورہی تھی تو مکرم عبدالمجید صاحب عامر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں اس کتاب کے اردو حصہ کا عربی ترجمہ کرنے کی اجازت کے لئے درخواست کی اور پھر ترجمہ مکمل ہونے پر حالیہ جدید ایڈیشن کے تحت 2011ء میں چھپنے والی کتاب تذکرۃ الشہادتین عربی حصہ کے ساتھ اردو حصہ کے عربی ترجمہ کو بھی شامل کیا گیا۔

سیرۃ الابدال

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی زبان میں یہ کتاب دسمبر 1903ء کی تصنیف ہے اور اپنے مضمون کے لحاظ سے یہ رسالہ تذکرۃ الشہادتین کے عربی حصہ کے تیسرے رسالہ ''علامات المقربین'' کا ہی تسلسل ہے۔ اس کتاب میں حضورؑ نے مامورین و مصلحین ربّانی کی جملہ صفات، اخلاق عالیہ اور برکات کی تفصیل بیان فرمائی ہے جو مامورین کی صداقت کے ابدی معیار اور ثبوت ہیں۔ حضور علیہ السلام نے اس کتاب میں مقربین کی ہر علامت کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے: وَمِنْ عَلَامَاتِھِمْ یعنی ان مقربین کی علامات میں سے ایک یہ بھی ہے۔ اور یہ الفاظ حضور علیہ السلام نے اس مختصر کتاب میں 23 دفعہ استعمال فرمائے ہیں۔

''سیرۃ الابدال'' عربی زبان کا ایک بے نظیر شاہکار ہے جو اپنی فصاحت و بلاغت اور محاسن لفظی و معنوی میں بے مثل ہے۔ باوجود مشکل الفاظ و عبارات کے اس میں اہل علم حضرات کے نزدیک تکلّف کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا بلکہ عربی زبان کا درک رکھنے والے مصنفین کے نزدیک اس اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ زبان اور عربی ادب کے شہ پاروں سے معمور تحریر کا مطالعہ کرکے ایسے گمان ہوتا ہے جیسے سرسبز وادیوں میں ایک آب شیریں کا چشمہ خراماں خراماں بہ رہا ہے۔

یہ کتاب حالیہ جدید ایڈیشن کے تحت 2011ء میں شائع ہوئی۔

خطبۃ دافع الوساوس

جیسا کہ پہلے ذکر ہوچکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی زبان میں شائع ہونے والی پہلی کتاب ''التبلیغ'' کے نام سے شائع ہوئی تھی جو کہ ''آئینہ کمالات اسلام'' کا عربی حصہ ہے۔ دراصل آئینہ کمالات اسلام کا عربی حصہ دو اجزاء پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ کا نام ''التبلیغ'' ہے جبکہ ایک مختصر سا حصہ کتاب کے شروع میں ہے جسے آپؑ نے ''خطبہ دافع الوساوس'' کا نام دیا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کی علیحدہ طور پر اشاعت کی ابتداء میں ہی یہ حصہ اشاعت کے لئے تیار تھا لیکن چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں ''التبلیغ'' کو علیحدہ شائع فرمایا تھا جس میں یہ حصہ شامل نہ تھا اس لئے اسی طرز پر ''التبلیغ'' کو علیحدہ ہی شائع کیا گیا۔ یوں ''خطبہ دافع الوساوس'' کے نام سے یہ عربی حصہ نہ چھپ سکا۔ اب تمام کتب کی اشاعت کے بعد 2011ء میں حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے اسے علیحدہ طور پر شائع کیا گیا ہے۔

یہ کتابچہ حضور علیہ السلام نے 93-1892ء میں تحریر فرمایا۔ دیگر مضامین کے علاوہ یہ کتابچہ نہایت دردناک اور رقت انگیز دعاؤں اور عبارات کا مجموعہ ہے جن کو پڑھ کر نفس پر ضبط رکھنا مشکل ہوجاتا ہے۔ اس کتاب کے شروع میں حضور علیہ السلام نے عیسائیوں کے اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملوں کا ذکر فرماتے ہوئے لکھا کہ (ترجمہ عربی عبارت):

''ان مخالفین کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد، اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کردیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال دی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کردیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔''

حضور نے اس حصہ میں یہ بھی دعا کی ہے کہ اے اللہ! میری جہد و ہمت اور دعا اور میرے کلام سے اسلام کو زندہ کردے۔

ایک دردناک رقّت آمیز دعا

اسی مذکورہ کتابچہ میں حضور علیہ السلام نے اپنے مخالفین کے لئے ایک دردناک دعا بھی تحریر فرمائی ہے، جس کا ترجمہ یوں ہے:

''اے میرے ربّ! تو میری قوم کے بارے میں میری دعا اور میرے بھائیوں کے بارے میں میری تضرعات کو سن۔ میں تیرے نبی خاتم النبیین اور گنہگاروں کے مقبول شفاعت کرنے والے شفیعؐ کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے میرے رب تو انہیں ظلمات سے نکال کر اپنے نور کی طرف لے آ، اور دوری کے ریگزاروں سے نکال کر اپنی قربت اور حضوری عطا فرما۔ اے میرے ربّ! تو مجھ پر لعنتیں ڈالنے والوں پر رحم فرما، اور میرے ہاتھ کاٹنے کے درپے لوگوں کو اپنی لعنتوں اور تباہیوں سے محفوظ رکھ۔ تُو اپنی ہدایت ان کے دلوں کی گہرائیوں میں راسخ فرمادے، اور ان کی خطائیں اور گناہ معاف فرما، اور ان سے مغفرت اور عفو کا سلوک فرما، اور ان پر لطف و مہربانی فرما اور انہیں پاک صاف فرمادے۔ انہیں ایسی آنکھیں عطا فرما جن سے وہ دیکھ سکیں، اور ایسے کان عطا فرما جن سے وہ سن سکیں، اور ایسے دل عطا فرما جن سے وہ سمجھ سکیں، اور ایسے انوار عطا فرما جن کی مدد سے انہیں علم و عرفان نصیب ہوسکے، اور ان پر رحم فرما، اور ان کی باتوں سے صرف نظر فرما کیونکہ یہ ایک ناسمجھ قوم ہے۔''

اس کتابچہ کی اشاعت کے ساتھ ہی 2011ء میں بفضلہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ 22 عربی کتب کی اشاعت مکمل ہوچکی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عربی کتب کے اس جدید طبع میں بعض مشکل الفاظ کی تشکیل کردی گئی ہے (یعنی ان پر زبر، زیر اور پیش وغیرہ ڈال دی گئی ہے) تاکہ پڑھنے میں آسانی رہے۔ بعض الفاظ کے معانی کی وضاحت کردی گئی ہے۔ نیز اگر کہیں سہو کاتب ہوا ہے تو اس کی نشاندہی کردی گئی ہے۔ جملہ کتب کو ان کے طبع اول کے مطابق شائع کیا گیا ہے۔ اب بفضلہ تعالیٰ یہ تمام کتب جماعت کی عربی ویب سائٹ پر موجود ہیں۔

(باقی آئندہ)

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں خدا تعالیٰ سے سچا تعلق جوڑنے کا طریق اور اسلوب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھائے۔

بہت سے احمدی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کی وجہ سے خواب، رؤیا، کشف وغیرہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ اُنہیں بتاتا ہے کہ اس طرح ہوگا اور بالکل ویسے ہو جاتا ہے۔

جو لوگ خدمت کر رہے ہیں، نیک سلوک کر رہے ہیں، اپنے علم اور عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی بھی ہیں اور محسن بھی ہیں۔

دنیا والوں کا تمام زور اس بات پر ہے کہ ہمارے حقوق ادا کرو اور پھر اپنے حقوق کا ایک معیار قائم کر کے پھر اس کے حاصل کرنے کے لئے جو بھی بن پڑتا ہے وہ کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں نہ حقوق مانگنے والا انصاف سے اور تقویٰ سے کام لیتا ہے اور نہ حقوق دینے والا انصاف اور تقویٰ سے کام لیتا ہے، اس میں مسلمان بھی شامل ہیں، غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ اور نتیجتاً فساد پیدا ہوتا ہے۔

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ اس سے پہلے کہ دوسرا اپنے حق کا مطالبہ کرے اُس کا حق ادا کرو۔ بلکہ اُس پر احسان کرتے ہوئے انسانیت کی قدروں کو قائم کرنے کے لئے محسنین میں شمار ہو جاؤ۔ اُن کی ضروریات کا اُن سے بڑھ کر خیال رکھو۔

دوسروں کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے ملکی مفادات کی آڑ کے بہانے بنانا، یہ چیز غلط ہے۔ دوسروں کے مفادات پامال کر کے اپنے نام نہاد حق کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا، یہ غلط ہے۔ یہ سب چیزیں خود غرضی دکھانے والی ہیں، یا ایسی باتیں ہیں جو صرف فسادات کو فروغ دیتی ہیں۔

ہر احمدی کا کام ہے کہ وہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اور محسنین میں شمار ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قرب کے نظارے دیکھنے کی کوشش کرے، اللہ تعالیٰ کی معیت میں آنے کی کوشش کرے اور یہی ایک صورت ہے جس سے ہم اپنی اصلاح کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں اور معاشرے کو بھی اپنے محدود دائرے میں فساد سے بچا سکتے ہیں۔

مکرم ڈاکٹر محمد عامر صاحب آف ہرنائی کی شہادت، مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ 3 فروری 2012ء بمطابق 3 تبلیغ 1391 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیکَ لَہٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَلَاالضَّآلِّیْنَ۔

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:129)

اس آیت کا ترجمہ ہے کہ یقیناً اللہ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور وہ جو احسان کرنے والے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''قرآنِ شریف میں تمام احکام کی نسبت تقویٰ اور پرہیزگاری کے لئے بڑی تاکید ہے''۔

(ایام الصلح روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 342)

پس یہ تقویٰ ہی وہ بنیادی چیز ہے جو خدا تعالیٰ کا قرب دلاتی ہے۔ اس آیت میں جو میں نے تلاوت کی جیسا کہ سب نے سن لیا اور ترجمہ بھی مَیں نے بیان کر دیا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا (النحل:129) یقیناً اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، پہلی بات یہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کے ساتھ ہے جنہوں نے اُن راستوں کو اختیار کیا جو تقویٰ پر لے جانے والے راستے ہیں۔ پس اس بات سے یہ بات بھی واضح ہوگئی کہ دنیا میں دو طرح کے انسان ہیں، ایک وہ جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اعمالِ صالحہ بجا لانے والے ہیں اور ہر نیکی یا ہر اچھے عمل کو کرنے کی کوشش کرنے والے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کریں، تا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ دوسرے وہ لوگ جو گو بعض اچھی باتیں اور نیک کام کر لیتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ اُن کے سامنے نہیں ہوتا، یا وہ ہر کام کرتے وقت اس بات کو نہیں سوچتے کہ خدا تعالیٰ ہر وقت ہماری نگرانی فرما رہا ہے، ہمیں دیکھ رہا ہے۔

اس دوسری قسم میں وہ لوگ بھی ہیں جو خدا تعالیٰ پر یقین رکھتے ہیں یا کم از کم اتنا مانتے ہیں کہ ایک خدا ہے جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ لیکن کوئی کام کرتے ہوئے، کوئی عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اُن لوگوں کے پیشِ نظر نہیں ہوتی۔ کوئی نیک کام بھی کر رہے ہوں تو یہ مقصد نہیں ہوتا کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے۔

اور دوسرے وہ جو سرے سے خدا تعالیٰ پر یقین ہی نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود پر یقین نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ کے وجود کے منکر ہیں۔ ان دونوں قسم کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں نہیں ہوتا۔ میں اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہوں جو پہلی قسم کے لوگ ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت تقویٰ پر نہ چلنے والوں کو بھی بعض چیزوں سے، بعض نعمتوں سے اتنا ہی نواز رہی ہوتی ہے جتنا ایک متقی کو لیکن یہ صرف دنیاوی چیزوں میں حصہ ہے۔ مثلاً سورج کی روشنی ہے، ہوا ہے۔ ان چیزوں سے ایک مومن متقی بھی اُتنا ہی فیض پا رہا ہوتا ہے جتنا ایک دہریہ۔ یا دنیاوی چیزیں ہیں مثلاً سائنس میں ترقی سے یا جو نئی دنیاوی تعلیم ہے، تجربات ہیں، نئی ایجادات ہیں، اُن کے لئے دماغ لڑانے کے بعد اُن سے حاصل شدہ نتائج سے ایک دہریہ بھی محنت کا اُتنا ہی پھل لے گا جتنا کہ ایک متقی اور پرہیزگار۔ زمین کی کاشت کرنے میں مثلاً ایک زمیندار کی جو محنت ہے، اس سے ایک دہریہ بھی فائدہ اُٹھاتا ہے اور متقی بھی۔

جو تقویٰ پر نہ چلنے والے ہیں یا دہریہ ہیں، خدا تعالیٰ کو نہ ماننے والے ہیں، ان پر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی صفتِ ربوبیت اور رحمانیت کام نہ کر رہی ہو تو ایک لمحہ کے لئے بھی ان کا زندگی گزارنا مشکل ہے اور وہ ایک لمحہ بھی اس دنیاوی زندگی کا نہیں گزار سکتے۔ پس جس انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں پیدا کیا اس کے لئے دو راستے رکھے، نیکی کا اور بدی کا۔ لیکن بعض معاملات میں دونوں طرح کے عمل کرنے والوں کو بعض نعمتوں سے مشترکہ طور پر نوازا ہے۔

بہرحال یہاں یہ بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کے لئے اپنا جو قانونِ قدرت ہے وہ ایک رکھتا ہے۔ لیکن یہاں مَیں اس بات کی بھی وضاحت کر دوں کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کا جلوہ دکھانے کے لئے ایک ہی قسم کے حالات میں بعض دفعہ، بعض اوقات مومن متقی کی کوشش کو زیادہ پھل لگاتا ہے۔ مثلاً زمیندارہ میں بظاہر ایک جیسی نظر آنے والی فصل دعاؤں کی وجہ سے زیادہ پیداوار دے جاتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب سندھ میں زمینیں آباد کیں تو نگرانی کے لئے شروع شروع میں بعض بزرگوں کو بھی بھیجا۔ اُن میں ایک حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری تھے۔ ایک دفعہ پہلے بھی مَیں بیان کر چکا ہوں کہ ایک دفعہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ دورہ پر تشریف لے گئے۔ کپاس کی فصل دیکھ رہے تھے تو انہوں نے حضرت مولوی صاحب سے پوچھا، یہ صحابی بھی تھے کہ کیا اندازہ ہے، اس میں سے کتنی فصل نکل آئے گی۔ انہوں نے اپنا جو اندازہ بتایا وہ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحب وغیرہ جو ساتھ تھے، اُن کے خیال میں یہ غلط تھا۔ تو وہ یا غالباً درد صاحب دونوں باتیں کرنے لگے کہ حضرت مولوی صاحب کچھ زیادہ اندازہ بتا رہے ہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے اُن کی باتیں سُن لیں۔ انہوں نے کہا کہ میاں صاحب! جو اندازہ مَیں بتا رہا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ کم از کم اتنا ضرور نکلے گا کیونکہ میں نے ان کھیتوں کے چاروں کونوں پر نفل ادا کئے ہوئے ہیں۔ مجھے اس بات پر یقین ہے کہ میرے نفل اس پیداوار کو بڑھائیں گے۔ چنانچہ اُتنی پیداوار نکلی۔

(ماخوذ از سیرت احمد از حضرت قدرت اللہ صاحب سنوری ؓ صفحہ 2 مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس ربوہ 1962)

تو اللہ تعالیٰ ایک ہی طرح کے موسمی حالات میں، ایک ہی طرح کے فصلوں میں جو اِن پُٹس (Inputs) ڈالے جاتے ہیں، جو کھاد، بیج وغیرہ چیزیں ڈالی جاتی ہیں، اُن کے باوجود دعاؤں کے طفیل اپنے ہونے کا ثبوت دیتا ہے اور پیداوار میں اضافہ کرتا ہے۔

دنیا کے معاملات میں بھی ایک متقی کو اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت مل جاتا ہے۔ لیکن اس مادّی دنیا کے علاوہ خدا تعالیٰ پر یقین رکھنے والے، اُس پر کامل ایمان رکھنے والے شخص کی ایک روحانی دنیا بھی ہے جس کے فائدے، جس کی لذات دنیا والوں کو نظر نہیں آتیں اور نہ آ سکتی ہیں۔ ان لوگوں کی سوچ بہت بلند ہوتی ہے جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ وہ اس دنیا سے آگے جا کر بھی سوچتے ہیں۔ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے وعدوں پر کامل ایمان اور یقین ہوتا ہے۔ جب دعا کے لئے ہاتھ اُٹھاتے ہیں تو قبولیت کے نشان دیکھتے ہیں۔ اس زمانے میں خدا تعالیٰ سے سچا تعلق جوڑنے کے یہ طریق اور اسلوب ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سکھائے۔ بہت سے احمدی ہیں جو اللہ تعالیٰ سے اپنے تعلق کا تجربہ رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے سچے تعلق کی وجہ سے خواب، رؤیا، کشف وغیرہ کی صورت میں اللہ تعالیٰ اُنہیں بتاتا ہے کہ اس طرح ہوگا اور اُس طرح بالکل ویسے ہو جاتا ہے۔ پھر اس معیت کا یہ مطلب بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرنے کے بعد کی زندگی کے انعامات کے جو وعدے فرمائے ہیں وہ بھی پورے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تقویٰ پر قائم رہے تو اس دنیا کے انعامات بھی حاصل کرو گے اور اخروی زندگی کے بھی۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ متقی اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے جب کوئی عمل کرتا ہے تو دنیا و آخرت کی حسنات اُسے ملتی ہیں۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اعمالِ صالحہ بجالانے والے متقی ہیں۔ یہ ایک بہت ضروری چیز ہے کہ ایسے نیک اعمال بجالانے والے، صالح اعمال بجالانے والے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انہیں بجالاتے ہیں وہی ہیں جو تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔ کئی دوسرے لوگ بھی ہیں جو نیکیاں کر جاتے ہیں، نیک عمل کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی خاطر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے نہیں کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے متقی کی جو تعریف بیان فرمائی ہے اس کے مطابق ہر بڑے اور چھوٹے گناہ سے بچنا ضروری ہے اور نہ صرف برائیوں سے بچنا ضروری ہے بلکہ نیکیوں میں اور اعلیٰ اخلاق میں ترقی کرنا بھی ضروری ہے اور پھر خدا تعالیٰ سے سچی وفا کا تعلق بھی ضروری ہے۔ یہ چیزیں ہوں گی تو ایک شخص متقی کہلا سکتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے سچی وفا کیا ہے؟ یہی کہ اُس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جائے اور حتی المقدور خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے لئے اپنی تمام تر کوششوں کو بروئے کار لایا جائے اور جب یہ حالت ہوگی تو پھر اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں تقویٰ سے آگے کے قدم کا ذکر فرمایا ہے۔

فرمایا۔ وَالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْن۔ محسن کا مطلب ہے کسی کو انعام دینا۔ بغیر کسی کی کوشش کے اُس کو نوازنا یا کسی سے اچھا سلوک کرنا۔ ایسے جو نوازنے والے ہوتے ہیں وہ محسن کہلاتے ہیں۔ پھر محسن کا یہ مطلب بھی ہے کہ انسان کا اپنے کام میں کمال درجے کو حاصل کرنا۔ اپنے کام کا اچھا علم حاصل کرنا اور ہر عمل ایسا جو موقع اور محل کے لحاظ سے بہترین ہو۔ گویا محسن دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جو دوسروں کے لئے درد رکھتے ہوئے اُن کی خدمت پر ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ قطع نظر اس کے کہ کوئی کس مذہب اور فرقے سے تعلق رکھتا ہے، کون کس قوم کا ہے؟ اُس کی خدمت پر مأمور ہیں، کوشش ہوتی ہے کہ ہم انسانیت کی خدمت کریں۔ اور پھر یہ بھی کہ وقت پڑنے پر دوسرے کے کام آ کر اُس کی خدمت میں اس حد تک بڑھ جائیں کہ جس حد تک آسانیاں پیدا کر سکتے ہیں دوسرے کے لئے کی جائیں۔

پس ہر احمدی کا فرض ہے کہ اس جذبے کے تحت اُسے انسانیت کی خدمت کرنی چاہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت سے احمدی ہیں جو اس جذبے کے تحت خدمت کرتے ہیں، کام کرتے ہیں۔ بیشک وہ محسن تو ہوتے ہیں لیکن احسان جتانے والے نہیں ہوتے۔ محسن وہ نہیں جو احسان کر کے احسان جتائے۔ کیونکہ اگر احسان جتا دیا تو پھر تقویٰ اور اچھے خُلق کا اظہار نہیں ہوگا۔ تقویٰ تبھی ہے جب احسان کر کے پھر احسان جتایا نہ جائے۔

مَیں مثال دیتا ہوں۔ ہمارے انجینئرز ہیں، ڈاکٹر ہیں یا دوسرے شعبوں سے تعلق رکھنے والے نوجوان لڑکے ہیں، جب افریقہ میں والنٹیئرز جاتے ہیں جہاں بہت سارے پروجیکٹ شروع ہیں، وہ اُن میں کام کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ مثلاً مقامی محروم لوگوں کو پینے کا پانی مہیا کرنے کے لئے ہینڈ پمپ لگا رہے ہیں۔ بجلی مہیا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اُن کے لئے سکول بنا رہے ہیں تا کہ اُن کے لئے تعلیم کی سہولتیں آسان ہو جائیں۔ صحت کی سہولیات مہیا کرنے کے لئے کلینک اور ہسپتال بنا رہے ہیں تا کہ اُن میں آسانیاں پیدا ہوں، اُن کی تکلیفوں کو دور کیا جائے۔ اور پھر ہمارے ٹیچر اور ڈاکٹر وہاں کئی کئی سال رہ کر خدمات سرانجام دیتے ہیں۔ نامساعد حالات میں وہاں رہتے ہیں۔ بعض ایسی جگہیں بھی ہیں جہاں بجلی نہیں، پانی نہیں، لیکن وہاں جا کر رہتے ہیں، خدمت کے جذبے کے تحت رہتے ہیں، اُن لوگوں میں شمار ہونے کے لئے وہاں جاتے ہیں جن کا شمار محسنین میں ہوتا ہے۔ تو یہ وہ خدمت اور نیک سلوک ہے جو کسی معاوضے کی لالچ میں نہیں ہوتا بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کا تقویٰ دل میں رکھتے ہوئے انسانیت کی خدمت کے لئے ہوتا ہے۔

اسی طرح دنیا کے مختلف ممالک میں جو طوفان اور زلزلے وغیرہ آتے ہیں وہاں بھی ہمارے ڈاکٹر اور والنٹیئر جاتے ہیں۔ ہیومینٹی فرسٹ کے تحت خدمت سرانجام دیتے ہیں اور کسی لالچ کے لئے نہیں جاتے بلکہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ اور بھی بہت سارے لوگ ہیں جو خدمت کر رہے ہوں گے لیکن اُن کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں ہوتی۔ تو جو لوگ خدمت کر رہے ہیں، نیک سلوک کر رہے ہیں، اپنے علم اور عمل سے دوسروں کو فائدہ پہنچا رہے ہیں اور صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو متقی بھی ہیں اور محسن بھی ہیں۔

جیسا کہ مَیں پہلے بھی ایک خطبے میں بتا چکا ہوں کہ احمدی انجینئر جو ہیں انہوں نے برکینا فاسو میں ایک ماڈل ولیج بنایا جس میں بجلی پانی کی سہولت ہے۔ پکے فٹ پاتھ، سٹریٹ لائٹس، کمیونٹی سنٹر ہے جو مقامی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے، اُس میں جمع ہو کے وہ اپنے فنکشن کرتے ہیں۔ اسی طرح چھوٹے سے گرین ہاؤس ہیں جس میں سبزیاں وغیرہ لگائی جاتی ہیں جو مقامی ضرورت کو پورا کر سکیں۔ اُن کو اِری گیشن (Irrigation) کے لئے پانی مہیا کرنا، اسی طرح ہمارے آدمی ہینڈ پمپ وغیرہ مختلف دیہاتوں میں لگا رہے

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.
Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panel) & David Wilson.
Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel: 020 8767 5005
Branch Office: 14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch: 164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- *24hrs Crime Line*: 07533667921

ہیں۔ جب یہ کام کر رہے ہوتے ہیں اور جب کام مکمل ہو جاتا ہے تو وہاں کے مقامی لوگوں کی جو خوشی ہوتی ہے وہ دیکھنے والی ہوتی ہے۔ جب یہ تصویریں لے کے یہاں آتے ہیں تو احساس ہوتا ہے کہ کتنا بڑا کام ہے۔ جس کو ہم تو معمولی سمجھ رہے تھے لیکن اُن لوگوں کے نزدیک اس کی کتنی اہمیت ہے۔ اُن کے چہروں پر کس طرح خوشی ہے۔ آٹھ دس سال کا بچہ جو پانچ پانچ میل سے ایک بالٹی سر پر اُٹھا کر لے کے آ رہا ہو، اُس کے لئے تو یہ ایک نعمت ہے کہ اُس کو گھر میں پینے کا صاف پانی مل جائے۔ اب یہ سب کام جو ہے یہ کسی بدلے کے طور پر تو نہیں ہو رہا اور نہ پھر کبھی احسان جتایا جاتا ہے۔ بلکہ ہمارے نوجوان اور انجینئر جب کام کر کے واپس آتے ہیں تو شکرگزار ہوتے ہیں کہ آپ نے ہمیں موقع دیا اور یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی جائیں گے۔

اس سال پانچ ماڈل ویلیج مختلف ملکوں میں بنائے جا رہے ہیں، انشاء اللہ۔ بعض ملکوں کی ذیلی تنظیموں نے، مثلاً امریکہ، یوکے وغیرہ کے انصار اللہ نے خرچ پورا کرنے کی ذمہ واری اُٹھائی ہے۔ اسی طرح ہیومنٹی فرسٹ والوں نے بھی اس میں کچھ حصہ ڈالا ہے۔ جرمنی والوں کو بھی میں نے کہا ہے۔ تو یہ جذبۂ خدمت اِن کام کرنے والوں کو محسنین میں شمار کرتا ہے۔ اور اسی طرح جو اس خدمت کے لئے فنڈ مہیا کرتے ہیں وہ بھی اُن میں شمار ہوتے ہیں۔ ایک احمدی جس نے زمانے کے امام کو مانا ہے، تقویٰ پر چلنے کا عہد کیا ہے، وہ حتی المقدور اُس تقویٰ کے حصول کی کوشش بھی کرتا ہے اور محسنین میں شامل ہونے کی کوشش بھی کرتا ہے تو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ایسے لوگوں کے ساتھ ہوں اور مَیں ہمیشہ ایسے لوگوں کے ساتھ رہتا ہوں۔

ہمارے لڑکے جن کا مَیں نے کہا جب یہ کام کر کے واپس آتے ہیں تو خود بھی بیان کرتے ہیں کہ ہمارے کاموں میں کس طرح بعض دفعہ بعض مشکلات پیش آئیں اور کس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا جلوہ دکھایا اور نامعلوم طریقے سے، غیر محسوس طریقے سے اُن مسائل کو حل کر دیا اور وہ کہتے ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ہمارا یقین مزید بڑھتا ہے۔

اسی طرح جیسا کہ مَیں نے کہا محسنین کا یہ مطلب بھی ہے کہ اپنی بھی فکر کرنا اور اپنے علم و عرفان کو بھی کمال تک پہنچانے کی کوشش کرنا اور یہ احسان اپنے پر بھی ہے۔ نیک صالح عمل کو اپنی زندگی کا حصہ بنانا اور پھر اس میں بڑھنا یہ بھی اس کا ایک مطلب ہے۔ اور پھر یہ کہ علم و معرفت سے خود بھی فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس کو اپنی زندگی پر لاگو کرنا اور دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا۔ جتنا جتنا علم و معرفت زیادہ ہوگا اور پھر اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچانے کی کوشش بھی ہوگی تو پھر اس سے محسنین میں شامل ہونے کی ایک اور معراج ملتی ہے۔ قدم پھر آگے بڑھتے ہیں۔ ایک نئے راستے کا تعین ہوتا ہے جو مزید روحانی اور اخلاقی ترقی کی طرف لے کر جاتا ہے اور جب یہ روحانی اور اخلاقی ترقی ہوتی ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کی معیت کے نئے زاویے بھی نظر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے قرب کا تعلق بڑھتا ہے۔ اُس کی صفات کا مزید ادراک پیدا ہوتا ہے اور پھر تقویٰ میں بھی ترقی ہوتی ہے۔ گویا کہ ایک سائیکل (Cycle) ہے، ایک چکر ہے جو نیکیوں کے اردگرد گھومتے ہوئے، تقویٰ کے اعلیٰ مدارج تک لے جاتے ہوئے خدا تعالیٰ تک لے جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے پھر توفیق بڑھتی ہے۔ پھر مزید نیکیوں کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے اور پھر نتیجتاً ان چیزوں سے، ان باتوں سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کا زیادہ عرفان حاصل ہوتا ہے۔ تو یہ وہ احسان ہے، محسن بننا ہے جو اللہ تعالیٰ ایک انسان کو بناتا ہے۔ جو احسان جتانے والے محسن نہیں ہوتے بلکہ دوسروں کی خاطر قربانی کر کے اپنے اوپر سختی وارد کرتے ہیں اور اپنے حقوق چھوڑتے ہیں، پھر وہ اس اصول پر چلتے ہیں کہ اپنے حقوق لینے پر زور نہ دو بلکہ دوسرے کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دو۔

مَیں اکثر غیروں کے سامنے، جو بھی لیڈر ملتے ہیں یا اسلام پر اعتراض کرنے والے بعض دنیادار لوگ، یا اسلام کی تعلیم سے پوری طرح واقفیت نہ رکھنے والے، اُن کے سامنے یہ بات بھی پیش کرتا ہوں کہ دنیا والوں کا تمام زور اس بات پر ہے کہ ہمارے حقوق ادا کرو اور پھر اپنے حقوق کا ایک معیار قائم کر کے پھر اس کے حاصل کرنے کے لئے جو بھی بن پڑتا ہے وہ کرتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں نہ حقوق مانگنے والا انصاف سے اور تقویٰ سے کام لیتا ہے اور نہ حقوق دینے والا انصاف اور تقویٰ سے کام لیتا ہے، اس میں مسلمان بھی شامل ہیں، غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ اور نتیجتاً فساد پیدا ہوتا ہے۔ جبکہ اسلام یہ تعلیم دیتا ہے اور مسلمانوں کو اس تعلیم پر عمل کرنا چاہئے اور اگر یہ عمل کریں تو جو بھی اس وقت حکومتوں میں اور ملکوں میں، دنیا میں فساد ہیں وہ کم از کم مسلمان ملکوں میں کبھی نہ ہوں۔

اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ دوسرے کے حقوق ادا کرو۔ اس سے پہلے کہ دوسرا اپنے حق کا مطالبہ کرے اُس کا حق ادا کرو۔ بلکہ اُس پر احسان کرتے ہوئے انسانیت کی قدروں کو قائم کرنے کے لئے محسنین میں شمار ہو جاؤ۔ اُن کی ضروریات کا اُن سے بڑھ کر خیال رکھو۔ مثلاً ملازمین کے بارے میں، خادموں کے بارے میں حدیث میں آیا ہے کہ جو خود پہنو اپنے غریب ملازم کو پہناؤ۔ جو خود کھاؤ اُسے کھلاؤ۔

(بخاری کتاب العتق باب قول النبی ﷺ العبید اخوانکم فاطعموھم مماتا کلون حدیث 2545)

اس تعلیم کو اگر دنیا کے وسیع تر تناظر میں دیکھا جائے تو کسی بھی ملک کے عوام بھوکے نہیں رہ سکتے، اُن کے حقوق کبھی پامال نہیں ہو سکتے۔ وہ ننگے نہیں رہیں گے۔ ٹی وی پر مختلف افریقن ممالک کی تصویریں دکھائی جاتی ہیں۔ بچے فاقوں کی زندگی گزار رہے ہیں۔ بہت سارے خوراک کی کمی کی وجہ سے قریب المرگ ہیں یا بڑھوتری اُن کی صحیح نہیں ہے۔ مالنورشڈ (Malnourished) ہیں۔ مائیں بھوکی ہیں۔ چھوٹے بچوں کو دودھ نہیں پلا سکتیں۔ پس اگر وسائل پر قبضہ کرنے کی سوچ کے بجائے حقوق کی ادائیگی پر توجہ دی جائے، محسنین بنتے ہوئے دوسروں کی صلاحیتوں کو بڑھایا جائے۔ خود غریبوں کو اُن کے پاؤں پر کھڑا کیا جائے تو یہ مسائل جو دنیا میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اگر مسلمان حکومتیں بھی اپنے ملکوں میں اس بات کا خیال رکھنے والی ہوں اور لیڈر اپنے بنک بیلنس بنانے کی بجائے عوام کا خیال رکھنے والے ہوں، محسنین بننے کی کوشش کرنے والے ہوں، تقویٰ پر چلنے والے ہوں تو اس خوبصورت تعلیم کے بعد کبھی ہمارے مسلمان ملکوں میں بے چینی اور غربت اور افلاس کی یہ حالت نہیں ہو سکتی۔ لیکن بدقسمتی سے سب سے زیادہ مسلمان ملکوں میں یہ حال ہے اور پھر غیر بھی اُس سے فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ تو جب بھی مَیں نے لوگوں کے سامنے یہ بیان کیا کہ اگر یہ صورتحال ہو، اور تم لوگ بھی اگر انصاف سے کام لیتے ہوئے کام کرو تو یہ مسائل جو دنیا میں پیدا ہوئے ہوئے ہیں یہ خود بخود ختم ہو جائیں گے۔ اس پر اکثر یہی کہتے ہیں کہ اصل یہی چیز ہے اور یہ اسلام کی بڑی خوبصورت تعلیم ہے لیکن جب اپنی مجلسوں میں واپس جاتے ہیں تو پھر ذاتی مفادات آڑے آ جاتے ہیں۔ یعنی ملکی اور قومی مفادات کی دوڑ شروع ہو جاتی ہے۔ ملکی مفادات ضرور ہونے چاہئیں اگر وہ حق اور انصاف پر قائم رہتے ہوئے ہوں۔ دوسروں کا حق مار کے نہ ہوں تو پھر ضرور اُن پر عمل ہونا چاہئے۔ اور ظاہر ہے کہ پہلے خود انسان اپنے آپ کو سنبھالتا ہے۔ اسی طرح ملکوں کا فرض ہے کہ اپنے آپ کو سنبھالیں۔ لیکن دوسروں کی دولت پر قبضہ کرنے کے لئے اپنے ملکی مفادات کی آڑ کے بہانے بنانا یہ چیز غلط ہے۔ دوسروں کے مفادات پامال کر کے اپنے نام نہاد حق کو حاصل کرنے کی کوشش کرنا یہ غلط ہے۔ یہ سب چیزیں خودغرضی دکھانے والی ہیں۔ یا ایسی باتیں ہیں جو صرف فسادات کو فروغ دیتی ہیں۔

بہرحال ہر احمدی کا کام ہے کہ وہ تقویٰ پر چلتے ہوئے اور محسنین میں شمار ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے قرب کے نظارے دیکھنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ کی معیت میں آنے کی کوشش کرے اور یہی ایک صورت ہے جس سے ہم اپنی اصلاح کرنے والے بھی ہو سکتے ہیں اور معاشرے کو بھی اپنے محدود دائرے میں فساد سے بچا سکتے ہیں۔ ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ صِبْغَةَ اللّٰه بنتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی صفات اپنے دائرے میں، اپنی استعدادوں کے مطابق اختیار کرنے کی کوشش کریں۔ حقوق العباد کی ادائیگی کے لئے تیار رہیں تو یہ دنیا کی نعمتیں ہماری خادم بن جائیں گی۔ ہماری زندگی میں ان دنیاوی چیزوں کی حیثیت ثانوی ہو جائے گی اور پھر وہی بات کہ جب خالصتاً اللہ تعالیٰ کی خاطر انسان یہ کام کر رہا ہوگا تو پھر تقویٰ میں ترقی ہوگی۔ غرض کہ جس زاویے سے بھی ہم دیکھیں، خدا تعالیٰ کی رضا ہماری سوچوں کا محور ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کو کہ احسان کرنے والوں کو وہ کس طرح نوازتا ہے، قرآنِ کریم میں ایک جگہ اس طرح بیان فرمایا ہے۔ فرماتا ہے بَلٰی۔ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرة:113) جان لو یہ سچ ہے کہ جو بھی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اُس کا اجر اُس کے رب کے پاس ہے۔ اور اُن لوگوں پر کوئی خوف نہیں اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میری ذات تمہارا محور ہو جائے گا، صرف میرے اردگرد تم گھومو گے تو میری رضا کا حصول ہو جائے گا۔ کلیۃً جب ایک مومن، متقی بندہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ خود اُس کا متکفّل ہو جاتا ہے۔ اس کے تمام غم ختم ہو جاتے ہیں۔ اُس کی تمام فکریں اور خوف بے حیثیت ہو جاتے ہیں۔ جو شخص اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہوئے اُس کے آگے خالص ہو کر جھکنے والا بن جائے، محسن ہوتے ہوئے اپنی تمام تر صلاحیتیں خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت کے لئے صَرف کر دے تو اُس کو کیا غم اور خوف ہوگا؟ یہ دونوں کام ایسے ہیں جو حقیقی تقویٰ کی پہچان ہیں۔ بندے کو خدا تعالیٰ کے پیار کی آغوش میں لے آتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود ایک جگہ فرماتے ہیں کہ: ’’متقی بننے کے واسطے یہ ضروری ہے کہ بعد اس کے کہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

موٹی باتوں جیسے زنا، چوری، تلفِ حقوق، ریاء، عجب، حقارت، بخل کے ترک میں پکا ہو تو اخلاق رذیلہ سے پرہیز کر کے اُن کے بالمقابل اخلاق فاضلہ میں ترقی کرے۔ لوگوں سے مروت، خوش خلقی، ہمدردی سے پیش آوے۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ سچی وفا اور صدق دکھلاوے۔ خدمات کے مقام محمود تلاش کرے۔ ان باتوں سے انسان متقی کہلاتا ہے۔ اور جو لوگ ان باتوں کے جامع ہوتے ہیں۔ وہی اصل متقی ہوتے ہیں۔ (یعنی اگر ایک ایک خلق فرداً فرداً کسی میں ہو تو اسے متقی نہ کہیں گے جب تک بحیثیت مجموعی اخلاق فاضلہ اس میں نہ ہوں) اور ایسے ہی شخصوں کے لئے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ (البقرہ:63) ہے۔ اور اس کے بعد ان کو کیا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ایسوں کا متولّی ہو جاتا ہے جیسے کہ وہ فرماتا ہے وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ (الاعراف:197)''۔ یعنی وہ نیکوں کا ساتھ دیتا ہے، اُن کا متولی ہو جاتا ہے۔

فرمایا کہ ''حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ہاتھ ہو جاتا ہے جس سے وہ پکڑتے ہیں۔ ان کی آنکھ ہو جاتا ہے جس سے وہ دیکھتے ہیں۔ ان کے کان ہو جاتا ہے جس سے وہ سنتے ہیں۔ ان کے پاؤں ہو جاتا ہے جس سے وہ چلتے ہیں۔ اور ایک اور حدیث میں ہے کہ جو میرے ولی کی دشمنی کرتا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں کہ میرے مقابلہ کے لئے تیار رہو۔ ایک جگہ فرمایا ہے کہ جب کوئی خدا کے ولی پر حملہ کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر ایسے جھپٹ کر آتا ہے جیسے ایک شیرنی سے کوئی اس کا بچہ چھینے تو وہ غضب سے جھپٹتی ہے''۔ (ملفوظات جلد 2 صفحہ 681-680 ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

پس کیا ہی خوش قسمت ہیں وہ جن کا ولی اللہ تعالیٰ ہو جاتا ہے۔ اور جن کا ولی خدا تعالیٰ ہو جاتا ہے اُن کے غم اور خوف تو ویسے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔ آئندہ کے لئے نیک عمل کرنے کی طرف اُن کی توجہ ہو جاتی ہے۔ گزشتہ کے اگر کوئی برے عمل ہیں تو اُن سے معافی ہو جاتی ہے۔ انسان کو اپنے مستقبل کے بارے میں خوف رہتا ہے۔ یہاں مثلاً بہت سارے اسائلم سیکرز (Asylum Seekers) آئے ہوئے ہیں، اُن کو ہر وقت فکر پڑی رہتی ہے کہ پتہ نہیں ہمارا کیا فیصلہ ہوگا، کیا بنے گا؟ بعض میں نے دیکھے ہیں، اس خوف کی وجہ سے کئی کئی کلو اپنا وزن کم کر چکے ہیں۔ ملتے ہیں تو چہرے پر ہوائیاں اُڑ رہی ہوتی ہیں۔ کوئی اپنے بزنس کے حالات کی وجہ سے پریشان ہے۔ خوفزدہ رہتا ہے کہ پتہ نہیں آئندہ کیا ہوگا؟ طلباء ہیں تو اپنے امتحانوں کی وجہ سے خوفزدہ رہتے ہیں۔ غرض آئندہ آنے والی باتیں انسان کو ایک خوف کی حالت میں رکھتی ہیں جب تک کہ اُن کے نتائج اُن پر ظاہر نہ ہو جائیں۔ اسی طرح حزن ہے یا غم ہے جو گزری ہوئی باتوں کا ہوتا ہے۔ جتنا بڑا غم ہو انسان اُتنا ہی زیادہ غمگین رہتا ہے۔ بعض دنیا دار اپنے کاروباروں کے نقصان میں اس قدر غمگین ہو جاتے ہیں کہ اُس کا مستقل روگ لگا لیتے ہیں۔ بعض دماغی توازن کھو بیٹھتے ہیں، بعض پر دل کے ایسے حملے ہوتے ہیں کہ مستقل بستر پر لیٹ جاتے ہیں یا دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔ بہر حال ایک متقی مومن اور احسان کرنے والے کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُن کو نہ کوئی خوف ہوگا، نہ غم۔ ایک دیندار انسان جس کو خدا تعالیٰ کی صفات کا صحیح ادراک ہے اور اُس کے مطابق وہ اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے، وہ کبھی بھی دنیا کے غموں کو اپنا روگ نہیں بناتا۔ بیشک نیک لوگوں کو خوف کی حالت بھی آتی ہے، غم کی حالت بھی آتی ہے لیکن وہ دنیا کے غم نہیں ہوتے، وہ خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے غم ہوتے ہیں۔ وہ خدا تعالیٰ کی ناراضگی سے بچنے کا خوف ہوتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شعر میں فرمایا کہ ؎

اسی فکر میں رہتے ہیں روز و شب　　　کہ راضی وہ دلدار ہوتا ہے کب

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 410)

پس یہ دلدار کو راضی کرنے کی فکر اور خوف ہوتا ہے، اور یہ خوف جو ہے اُن کی توجہ دعاؤں اور ذکرِ الٰہی کی طرف مبذول کراتا ہے اور اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (الرعد:29) کی آواز اُن کو تسلّی دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اُن کے لئے اطمینانِ قلب کا باعث بنتا ہے جو پرانے غموں کو بھی دور کر دیتا ہے اور آئندہ کے خوفوں کے دُور ہونے کی بھی اُن کو تسلّی دلاتا ہے۔ تقویٰ پر چلنے والوں کا خوف پیار اور محبت کا خوف ہوتا ہے۔ تقویٰ کا مطلب ہی یہ ہے کہ ایسا خوف یا ایسی تڑپ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کے لئے بے چین رکھے۔ پس یہ بے چینی دل کو تقویت دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بناتی ہے۔ دنیا دار کی بے چینی اس کے برعکس دلوں پر حملہ کرنے والی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے والا، محسنین میں شمار ہونے والا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ رکھتا ہے اور اپنے اعمال پر نظر رکھتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا مورد بنتا ہے۔ پس دنیا دار اور دیندار کے غم اور خوف میں یہ فرق ہے۔

پس ایک احمدی کو اپنی حالتوں میں ایسی پاک تبدیلی پیدا کرنے کی ضرورت ہے جو اُسے تقویٰ پر چلائے رکھنے والی ہو اور محسنین میں شمار کروانے والی ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا قرب ہمیں ہر آن حاصل رہے جو ہمیں دنیا اور آخرت کے خوفوں سے دور رکھے۔ ہمارے غم اگر کوئی ہیں تو صرف ایسے ہوں جو خدا تعالیٰ کی محبت کو دل میں بسانے کے لئے ہوں۔ اس سے اللہ تعالیٰ کے احسانات پھر مزید بڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کے معیار جب ہم حاصل کرنے والے ہوں گے تو پھر اللہ تعالیٰ یقیناً ہمارے ساتھ ہوگا اور پھر اللہ تعالیٰ جب دیکھ رہا ہوگا کہ میرا بندہ محسن بن رہا ہے اور میری رضا کی خاطر میری صفات اپنا رہا ہے تو پھر مَیں کیوں نہ اُس پر احسانات کی بارش کر دوں۔ اللہ تعالیٰ تو کئی گنا بڑھا کر دینے والا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کے احسانات کی بارش ہوتی ہے تو اس دنیا کی فکریں نہ صرف دور ہو جاتی ہیں بلکہ اُس کے احسانات اور انعامات کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ایک مومن کو حقیقی تقویٰ کی طرف توجہ دلاتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

''حقیقی تقویٰ کے ساتھ جاہلیت جمع نہیں ہو سکتی۔ حقیقی تقویٰ اپنے ساتھ ایک نور رکھتی ہے جیسا کہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے۔ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ'' (انفال:30)۔ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا تَمْشُوْنَ بِهٖ '' (الحدید:29) یعنی اے ایمان لانے والو! اگر تم متقی ہونے پر ثابت قدم رہو اور اللہ تعالیٰ کے لئے اتّقاء کی صفت میں قیام اور استحکام اختیار کرو تو خدا تعالیٰ تم میں اور تمہارے غیروں میں فرق رکھ دے گا۔ وہ فرق یہ ہے کہ تم کو ایک نور دیا جائے گا جس نور کے ساتھ تم اپنی تمام راہوں میں چلو گے۔ یعنی وہ نور تمہارے تمام افعال اور اقوال اور قویٰ اور حواس میں آ جائے گا۔ تمہاری عقل میں بھی نور ہوگا۔ تمہاری ایک اٹکل کی بات میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہاری آنکھوں میں بھی نور ہوگا۔ اور تمہارے کانوں اور تمہاری زبانوں اور تمہارے بیانوں اور تمہاری ہر ایک حرکت اور سکون میں نور ہوگا۔ اور جن راہوں میں تم چلو گے وہ راہ نورانی ہو جائیں گی۔ غرض جتنی تمہاری راہیں، تمہارے قویٰ کی راہیں، تمہارے حواس کی راہیں ہیں وہ سب نور سے بھر جائیں گی اور تم سراپا نور میں ہی چلو گے''۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 178-177)

پس جب ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ کا بندہ آ جاتا ہے یا آنے کی کوشش کرتا ہے تو پھر اُس کے مخالفین بھی اللہ تعالیٰ کی گرفت میں آ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اس معیار کو حاصل کرنے والے ہوں جہاں ہم فیض پانے والے بھی ہوں، ہم فیض پہنچانے والے بھی ہوں اور مخالفین سے ہم بچتے چلے جائیں۔ مخالفین کے ہر شر اُن پر اُلٹنے والے ہوں۔ اور جب یہ حالت ہو جائے گی تو جہاں ہم اللہ تعالیٰ کے پیار کو جذب کرنے والے ہوں گے، انسانیت کی خدمت کے لئے بے لوث ہوں گے، اسلام کا پیغام دنیا کو دینے والے ہوں گے، وہاں انشاء اللہ تعالیٰ ہم احمدیت کے مخالفین کی پکڑ بھی دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان دعاؤں کی اور اس مقام کو حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آج بھی میں ایک نمازِ جنازہ غائب پڑھاؤں گا جو مکرم ڈاکٹر محمد عامر صاحب ڈسپنسر کا ہے۔ (ڈاکٹر کہلاتے تھے، تھے یہ ڈسپنسر) ہرنائی بلوچستان کے رہنے والے تھے۔ ان کو یکم دسمبر 2011ء کو کلینک میں داخل ہو کر کچھ نامعلوم افراد نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا تھا۔ ان کی شہادت کی اطلاع بڑی لیٹ ملی ہے کیونکہ وہاں جماعت نہیں تھی اس لئے پتہ نہیں لگ سکا اور ان کی اہلیہ بھی ہرنائی ہسپتال میں ہی کام کر رہی تھیں۔ یہ قائد آباد ضلع خوشاب میں جماعت میں شامل ہوئے تھے۔ اپنے خاندان میں اکیلے احمدی تھے اور ایک ایسی تنظیم سے ان کے خاندان کا تعلق تھا جو پاکستان میں اپنی شدت پسندی میں بڑی مشہور ہے اور وہ لوگ کبھی برداشت نہیں کر سکتے کہ اُن کا کوئی آدمی بیعت کر لے، احمدیت میں شامل ہو جائے۔ بہر حال یہ بھی ایک وجہ ہو سکتی ہے۔ یہ خاندان مظفر گڑھ کا رہنے والا تھا۔ 1994ء میں انہوں نے بیعت کی تھی۔ 98ء میں ان کی شادی ہوئی۔ دو چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ بڑے نیک فطرت اور مخلص انسان تھے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند فرمائے۔ اُنہیں اپنی رضا کی جنتوں میں داخل فرمائے اور ان کے لواحقین کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

جلسہ ہائے سالانہ UK

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آئندہ سالوں کے لئے جلسہ سالانہ UK کے لئے مندرجہ ذیل تاریخوں کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

جلسہ سالانہ یوکے 2012ء	9-8-7 ستمبر
جلسہ سالانہ یوکے 2013ء	31-30 اگست و یکم ستمبر
جلسہ سالانہ یوکے 2014ء	31-30-29 اگست
جلسہ سالانہ یوکے 2015ء	16-15-14 اگست
جلسہ سالانہ یوکے 2016ء	31-30-29 جولائی

احباب یہ تاریخیں نوٹ فرمالیں۔ نیز جلسہ ہائے سالانہ کے نہایت کامیاب و بابرکت انعقاد کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

(امیر جماعت احمدیہ یوکے)

جنگ مقدس

حق اور باطل کے عظیم الشان معرکہ کا تفصیلی احوال اور تجزیہ

(تحقیق و تحریر: آصف محمود باسط)

(چوتھی اور آخری قسط)

عبداللہ آتھم کا جلسہ عام میں اپنے عقائد کا اعلان

اب بات کرتے ہیں اس اعلان عام کی جو عبداللہ آتھم نے پیشگوئی کی میعاد پوری ہونے پر امرتسر میں نکالے جانے والے جلسہ عام میں کیا۔ یہاں یہ انکشاف قارئین کی دلچسپی کا باعث ہوگا کہ یہ اعلان بھی آتھم کا ذاتی بیان نہ تھا۔ اس بیان کی حقیقت ہمیں برمنگھم یونیورسٹی میں موجود ہنری مارٹن کلارک کے اس خط سے معلوم ہوتی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔اسی خط میں آگے چل کر ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک لکھتے ہیں:

"We propose a thanksgiving service on the 6th D.V. I am sending my own message to Athim."

(دستی محررہ چٹھی از پادری ہنری مارٹن کلارک بنام رابرٹ کلارک، بتاریخ 4 ستمبر 1894، یکے از تاریخی دستاویزات چرچ مشن سوسائٹی، مملوکہ ومقبوضہ Special Collections، University of Birmingham، حوالہ CMS/C)

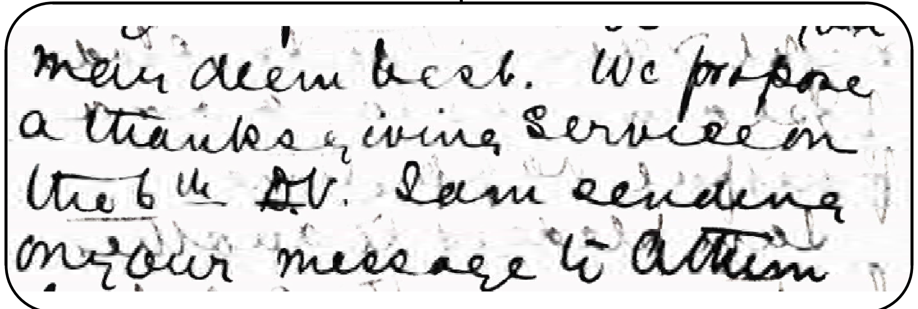
deem best. We propose
a thanksgiving service on
the 6th D.V. I am sending
my own message to Athim

(ترجمہ: اگر خدا نے چاہا تو ہم 6 تاریخ کو ایک جشن تشکر برپا کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔مَیں نے آتھم کو پیغام لکھ کر بھیج دیا ہے)

اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوگا کہ جو پیغام آتھم نے اس جلسہ میں پڑھا وہ بھی اس کے اپنے الفاظ نہ تھے۔

اب آتھم کی حالت کو اس پورے تناظر میں دیکھئے۔

☆ پیشگوئی مشروط تھی کہ ''اگر وہ رجوع نہیں کرتا'' تو وہ ہاویہ میں گرایا جائے گا۔

☆ آتھم اسلامی پیشگوئی کے رعب اور خوف سے سراسیمگی کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆ اسے hallucinations (واہمہ) ہونے لگتے ہیں کہ اس پر قاتلانہ حملوں کی کوشش کی جارہی ہے۔ ان نظاروں کے hallucinations ہونے میں اس لئے شک نہیں کہ نہ اس نے خود نہ اس کے اہل خانہ (بیٹیاں اور داماد جن کے یہاں سر چھپاتا پھرا) نے قاتلانہ حملوں پر قانونی چارہ جوئی کا سہارا لیا۔

☆ وہ پیشگوئی کی میعاد یعنی پندرہ مہینے اسلام کی مخالفت میں نہ تو کچھ لکھتا ہے نہ اس کا بیان منظر عام پر آتا ہے۔

☆ پیشگوئی کی میعاد ختم ہوجانے پر آتھم اپنے عیسائی ہونے کا اعلان کرتا ہے اور اسلام دشمنی کا اظہار کرتا ہے۔

☆ یعنی پندرہ مہینے کا عارضی رجوع اس موعود عذاب کو ٹال دیتا ہے جو پیشگوئی میں مشروط بہ رجوع مذکور تھا۔

☆ مگر یہ بیان جو وہ پڑھتا ہے، وہ بھی اس کا اپنا نہیں بلکہ پادری ہنری مارٹن کلارک کا بیان ہے جسے کلارک صاحب اپنی چٹھی میں "...my own message..." کہہ رہے ہیں۔

☆ یعنی یا تو رجوع کی کیفیت جاری تھی اور وہ کسی کا اور لکھا بیان پڑھ رہا تھا۔

☆ یا دوسری صورت یہ ہے کہ اس نے میعاد پوری ہونے پر اس بیان کو اپنی قلبی حالت کا آئینہ دار سمجھا۔

دونوں صورتوں میں سے جو بھی صورت تھی، واللہ اعلم ،مگر اس کے بعد حضورؑ کا اسے اس بات کی دعوت دینا کہ وہ حلفیہ اعلان کردے کہ اس نے رجوع نہیں کیا تھا اور اس پر پیشگوئی کے پورا ہونے کا خوف طاری نہ ہوا تھا، نیز یہ کہ قاتلانہ حملوں کے من گھڑت الزام میں حضورؑ کا فرمانا کہ وہ قانون کا دروازہ کھٹکھٹائے مگر اس کا ایسا کرنے سے اعراض کرنا واضح طور پر عیسائی نمائندہ عبداللہ آتھم کی شکست اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود، نمائندہ اسلام کی فتح کا اعلان عام ہے۔

پیشگوئی انجام آتھم کی اصل مدت

عام طور پر پیشگوئی انجام آتھم کو 5/ جون 1893ء سے شروع کرکے پندرہ مہینے تک یعنی 6/ستمبر 1894ء تک خیال کیا جاتا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس پیشگوئی کا آغاز تو اگرچہ 5/جون 1893ء ہی سے ہوتا ہے مگر پندرہ مہینے بعد صرف ایک موڑ آتا ہے، منزل نہیں۔ اس دوران وہ رجوع کرتا ہے مگر حضرت صاحبؑ کے چیلنج یعنی اعلانیہ حلف اٹھانے سے اعراض کرتا ہے۔اسی پس وپیش میں ایک سال گزر جاتا ہے۔ اس پر اسے اللہ کے اذن سے مزید بارہ مہینے کی مہلت دی جاتی ہے جس میں وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا۔اس پیشگوئی کو ابھی سات ماہ کا عرصہ بھی نہ گزرا تھا کہ عبداللہ آتھم 27/جولائی 1896ء کو ہلاک ہو گیا۔یوں اس پیشگوئی کی اصل مدت 5 جون 1893 سے شروع ہوکر 30 ستمبر 1896 تھی، اور عبداللہ آتھم عین حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقررہ میعاد میں ہلاک ہو گیا۔

انجام آتھم کی خبر عیسائی اخبار میں

چرچ مشنری انٹیلی جنسر میں عبداللہ آتھم کی وفات کی خبر ان لفظوں میں آئی:

Another Native worker, Mr Abdullah Athim - whose name will be remembered as the leading advocate on the Christian side in the public controversy with Mohammedans at Amritsar in 1893 - died at Ferozepore on July 27th , after ten days' illness. Mr Clark says of him, "He was a true and fatihful servant of Christ, and the Punjab will miss him now that he has gone".

(Church Missionary Intelligencer, October, 1896, Pg. 781)

(ترجمہ: ایک اور مقامی کارکن، مسٹر عبداللہ آتھم، جن کا نام عیسائیوں اور مسلمانوں کے مابین ہونے والے مباحثہ کے حوالہ سے عیسائی نمائندے کے طور یاد رکھا جائے گا، فیروز پور میں دس روز کی علالت کے بعد 27 جولائی کو وفات پا گئے۔مسٹر کلارک ان کے بارہ میں کہتے ہیں کہ وہ یسوع کا ایک مخلص اور سچا بندہ تھا اور پنجاب ان کی کمی کو محسوس کرے گا)

یاد رہے کہ یہ ایک ممتاز عیسائی مناد جو ایک انتہائی اہم مباحثہ کا حصہ بنا اور جس کی وفات کی پیشگوئی کر دی گئی، کی وفات کی خبر ہے۔ یہ رسالہ بھی وہی ہے جس میں اس مباحثہ کی عظمت، شہرت اور زبان زد عام ہونے کا ذکر کیا گیا تھا۔اسی رسالہ میں آتھم کی موت سے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کا ذکر کیا گیا تھا۔اگر اس کی وفات اس معروف اور معرکۃ الآراء پیشگوئی کے مطابق نہیں ہوئی تھی تو یہ تو بہت قابل ذکر بات ہونی چاہیے تھی۔جس مباحثہ کو حق و باطل کا معرکہ قرار دیا گیا ہو، جس میں فیصلہ کی واحد صورت آتھم کا انجام رہ گیا ہو، وہاں آتھم کی وفات کو اس قدر غیر اہم طریق پر ذکر کرکے کیوں چھوڑ دیا گیا؟ کہیں اشارۃً بھی حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کا ذکر نہیں۔اس کے بعد کسی کو پیشگوئی انجام آتھم کے پورا ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے؟

اب یہ بھی دیکھتے چلیں کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کی وفات کی خبر چرچ مشن سوسائٹی کے Church Missioary Review میں شائع ہوئی اور عیسائی اپنے ہی وضع کردہ ایک اور معیار میں بھی شکست کھا گئے۔عبداللہ آتھم کی وفات پر پانچ سطریں لکھ کر آتھم کے عبرتناک انجام پر پردہ ڈالنے والی یہی مشن سوسائٹی حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کی خبر ڈیڑھ صفحہ پر شائع کرتی ہے۔جنگ مقدس کا تفصیل سے ذکر کرتی ہے، پیشگوئی آتھم کی ناکامی کا دعویٰ کرتی ہے، اور آخر پر ایک نیا معیار وضع کرکے اپنے پاؤں پر ایک اور کلہاڑا مارتی ہے۔خبر کا آغاز 1901ء کی مردم شماری میں حضرت مسیح موعودؑ کے پیروکاروں کا اندراج بطور احمدی کئے جانے سے ہوتا ہے اور اختتام ان الفاظ پر ہوتا ہے:

"It will be interesting to see whether future census reports have occasion to mention the name of the Kadiani leader, and for how long!"

(Church Missionary Review Vol LIX, Oct 1908, pp 620-621, London)

(ترجمہ: یہ دیکھنا دلچسپ ہوگا کہ آئندہ کتنی مردم شماریوں میں قادیانی رہنما کا ذکر ملتا ہے، اور کب تک!)

خدا کا خاص فضل دیکھئے کہ خود مخالفین کے منہ سے ایک معیار طے کروایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس معیار پر بھی اپنے موعود مسیح کی جماعت کو کس طرح سرخرو فرمایا۔ ملاحظہ ہو ہندوستان کی تاریخ کی ممتاز سکالر Avril Ann Powell کا تجزیہ۔وہ کہتی ہیں:

"In the 1890s, at the time of the Amritsar debate, these two minority communities numbered their intiates merely in thousands. The Ahmadis subsequently created a very successful world missionary movement, numbering at least half a million by the 1940s. While the Punjab remained the Ahmadi 'homeland', there were various new foci of migration and subsequent conversion in other parts of the world, notably in Africa and Indonesia, but also in Britain and North America."

(Avril Powell (1995): Contested gods and prophets: discourse among minorities in late nineteenth-century Punjab, Renaissance and Modern Studies, 38:1, 38-59)

(ترجمہ: 1890ء کی دہائی میں، امرتسر کے مباحثہ کے زمانہ میں، ان دو اقلیتوں (جماعت احمدیہ اور عیسائیت) سے تعلق رکھنے والوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ احمدیوں نے اس کے بعد ایک بہت کامیاب عالمگیر تبلیغی تحریک کا آغاز کیا جس کے نتیجہ میں 1940ء کی دہائی میں ان کی تعداد نصف ملین (500,000) تک پہنچ گئی۔ اگرچہ پنجاب احمدیت کا تاسیسی وطن رہا مگر ہجرتوں اور بیعتوں کے نتیجہ میں دنیا بھر کے مختلف علاقوں تک ان کا پیغام پہنچا، بالخصوص افریقہ اور انڈونیشیا بلکہ برطانیہ اور امریکہ میں بھی)

اور دوسری طرف عیسائیوں کی حالت یوں بیان کی ہے:

Until the early 1920s the Punjabi Christians also continued to expand their numbers...During the next two decades their gains were relatively small..."

(Avril Powell (1995): Contested gods and prophets: discourse among minorities in late nineteenth-century Punjab, Renaissance and Modern Studies, 38:1, 38-59)

(ترجمہ: 1920ء کی دہائی تک پنجابی عیسائیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔تاہم اگلی دو دہائیوں میں ان میں بہت کم اضافہ ہوا)

اور پھر Powell نے مردم شماری کی رپورٹ کا ایک نہایت خوبصورت تجزیہ دیتے ہوئے لکھا ہے:

"The total number of Punjabi 'native Christians' was recorded in the census of 1941 as nearly half a million, similar to the estimated global total of Ahmadis only half of whom by then resided in Punjab".

(Powell, 1995)

(ترجمہ: 1941ء کی مردم شماری میں پنجاب میں مقامی عیسائیوں کی تعداد 500,000 ریکارڈ ہوئی۔ یہ تعداد اس وقت احمدیوں کی عالمگیر تعداد تھی، جس میں سے قریباً نصف پنجاب کے رہائشی تھے)

یہاں نہایت ٹھوس حقائق سامنے آتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ جماعت احمدیہ کا ذکر نہ صرف یہ کہ ہندوستان میں ہونے والے بعد کی تین دس سالہ مردم شماریوں میں

مردم شماری انگریزی دستور کے مطابق ہر دس سال بعد ہوتی ہے، اور یہی دستور ہندوستان کی تمام نوآبادیات میں رائج تھا۔ مذکورہ بالا مردم شماری جو 1941ء میں ہوئی وہ غیر منقسم ہندوستان کی آخری مردم شماری تھی۔ تقسیم ہند کے بعد ہندوستان اور پاکستان دونوں ہی کی مردم شماریوں میں جماعت احمدیہ کا ایک بڑھتی ہوئی جماعت کے طور پر ذکر ملتا ہے۔

ڈاکٹر مارٹن کی قبر Deen's Cemetery, Edinburgh

ہوا بلکہ ایک بڑھتی ہوئی جماعت کے طور پر ہوا۔ دوسرا یہ کہ عیسائیوں کا ذکر ایک گھٹتی ہوئی اقلیت کے طور پر ہو رہا ہے۔

یہ کیسا عظیم نشان ہے کسر صلیب کا جس سے آنکھیں بند بھی کر لو تو اقرار کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

؎ آفتاب صبح نکلا پھر بھی سوتے ہیں یہ لوگ

بلکہ ہندوستان اور پاکستان تو کیا، دنیا کے ہر ملک میں جہاں احمدی آباد ہیں وہاں کی مردم شماری میں جماعت احمدیہ مسلمہ سے وابستہ افراد کا ذکر اسلام اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانیؑ کی نسبت سے ملتا ہے۔ ہاں، نیست و نابود ہوئے تو وہ جو پھبتیاں کستے تھے کہ دیکھو کب تک قادیانی رہنما سے وابستہ لوگوں کا

مکان ہنری مارٹن کلارک 5 Comely Bank Road Edinburgh

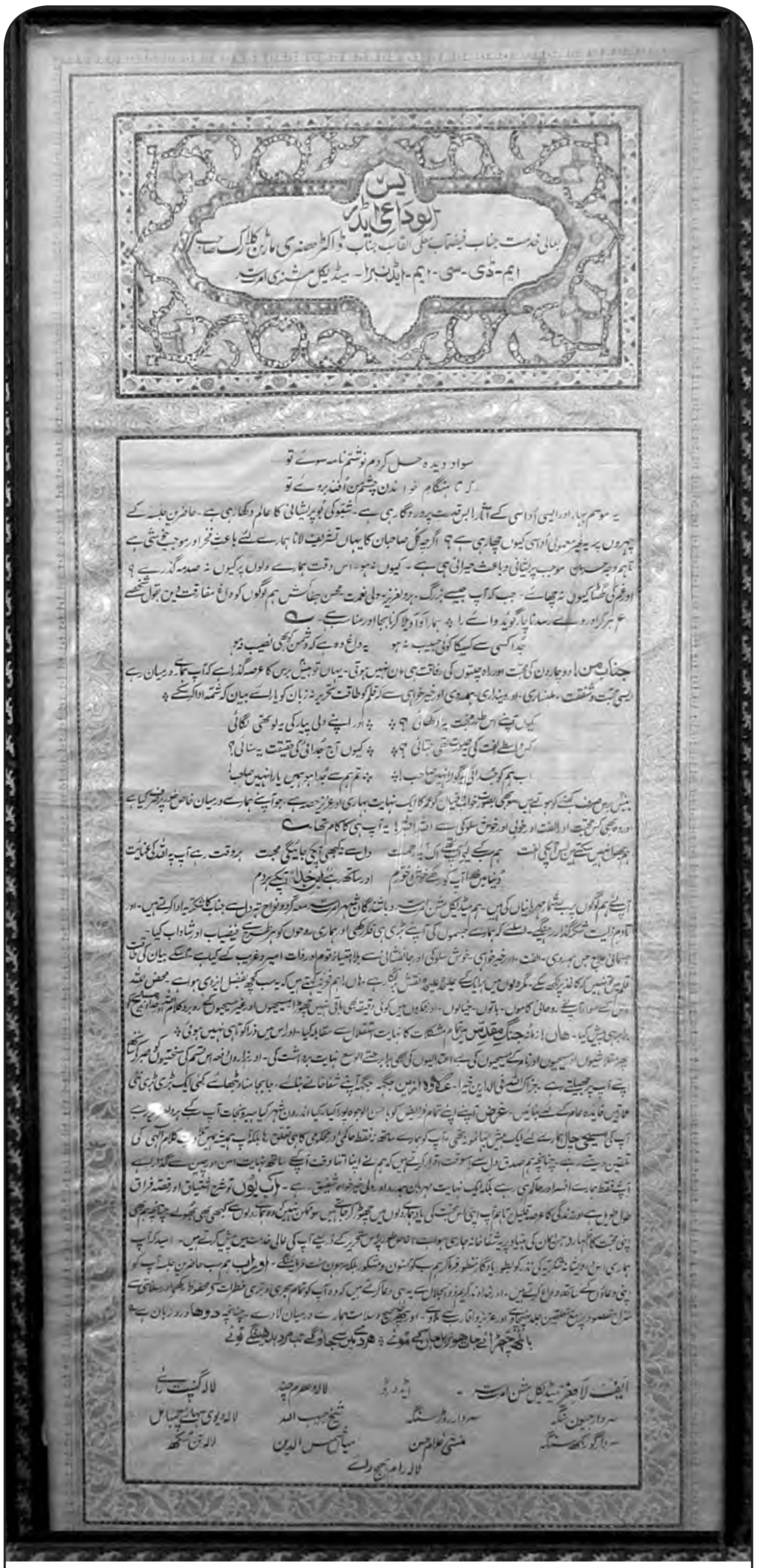

ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے کے پاس موجود ڈاکٹر مارٹن کلارک کے الوداعی ایڈریس کا عکس

نام عام زندگی میں تو درکنار، مردم شماری میں بھی کہیں آئے گا یا نہیں۔ ؎

تم تو کہتے تھے کہ یہ نابود ہو جائے گا جلد
یہ ہمارے ہاتھ کے نیچے ہے اِک ادنیٰ شکار
بات پھر یہ کیا ہوئی کس نے مری تائید کی
خائب و خاسر رہے تم، ہو گیا مَیں کامگار

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے جناب جولن مارٹن کلارک کی حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ سے ملاقات

اس واقعہ کو قریباً ایک صد بیس برس کا عرصہ گزر گیا۔ ہنری مارٹن کلارک ماضی کے دھندلکوں میں کہیں کھو گیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت آپ کے خلفاء کی رہنمائی میں ترقیات کی نئی سے نئی منازل طے کرتی چلی گئی۔

کچھ ماہ قبل امام جماعت احمدیہ عالمگیر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں ''جنگِ مقدس'' سے متعلق برطانیہ کے مختلف Archives میں موجود دستاویزات اور حقائق پر تحقیق کے کام کا آغاز کرنے کی توفیق ملی۔ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ مواد Church Mission Society,

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

Oxford کے کتب خانہ سے دستیاب ہوا اور بہت سا مواد برمنگھم یونیورسٹی کی لائبریری کے Special Collections سے حاصل ہوا۔ یونیورسٹی آف لندن کے سکول آف اورئینٹل اینڈ افریقن سٹڈیز (SOAS) سے بھی مفید مواد حاصل ہوا۔

ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کے پڑپوتے Mr. Jolyn Martyn Clark
3؍دسمبر 2011ء کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

اس تمام تحقیق کے دوران ہنری مارٹن کلارک کے گھر، اس کی قبر اور اس کی اولاد کو بھی تلاش کیا گیا کہ ان ذرائع سے وابستہ ریکارڈ سے بھی بعض اوقات مفید معلومات حاصل ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اس کی قبر جب ملی تو قبرستان کے ریکارڈ سے اس کے مکان کا پتہ معلوم ہوا اور یوں کڑی سے کڑی ملتی اس کی اولاد تک پہنچی۔

ان کے ایک پڑپوتے Mr Jolyn Martyn Clark شمالی انگلستان میں دریافت ہوئے۔ ان سے جب رابطہ کی صورت پیدا ہوئی تو انہیں یہ معلوم کر کے بہت حیرت ہوئی کہ کوئی شخص ان کے پردادا یعنی ہنری مارٹن کلارک میں آخر کیوں دلچسپی لے رہا ہے۔ ان سے تعارف بڑھا تو ان پر یہ کھلا کہ ہماری جماعت کو ہنری مارٹن کلارک میں کیا دلچسپی ہے۔ خاکسار انہیں ملنے ان کے گھر پر گیا تو انہوں نے اپنی Family History نکال کر دکھائی۔ اس میں انہوں نے ایک حیرت انگیز چیز دکھائی۔ یہ ایک فریم شدہ ایک نہایت خوش خط عبارت تھی۔ ان کا کہنا تھا کہ انہیں یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ کونسی زبان ہے۔ یہ اردو زبان کی ایک خوش خط عبارت تھی اور اس الوداعی ایڈریس کی جو پادری ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک کو ہندوستان سے رخصت ہوتے وقت پیش کیا گیا۔ اس میں ان کے کارناموں کا ذکر ہے، جن میں سے ایک یہ ہے کہ موصوف نے جنگ مقدس کے ایام میں تمام مصائب اور مشکلات کا نہایت استقلال سے مقابلہ کیا۔

یہاں یہ بات غور طلب ہے کہ یہ مباحثہ ایک نہایت اہم مشنری کے نہایت اہم کارناموں میں شمار کیا جا رہا ہے لہذا یہ ایک عام مباحثہ نہ تھا۔ اور مشکلات کیسی؟ وہاں تو بہت شوخی کا اظہار پایا جاتا ہے۔

جناب جولن مارٹن ایک نہایت شریف النفس آدمی ہیں اور تدریس کے شعبہ سے وابستہ ہیں۔ جوں جوں ان سے تعارف بڑھا، انہیں جماعت میں دلچسپی پیدا ہوتی گئی۔ انہیں لندن آنے کی دعوت دی گئی جو انہوں نے بخوشی قبول کی۔ جب انہیں بتایا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جانشینی خلافت کی شکل میں آج تک چل رہی ہے اور بے مثال کامیابی کے ساتھ چل رہی ہے، تو انہیں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ وہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے شرف ملاقات حاصل کریں۔ ان کی یہ خواہش حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کی گئی جو حضور انور ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت منظور فرمائی۔

یوں موصوف 3؍دسمبر 2011ء بروز ہفتہ حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کرنے لندن آئے۔ ان کی آمد پر انہیں پہلے طاہر ہاؤس، لندن میں واقع مخزن تصاویر کی نمائش لے جایا گیا جہاں انہیں جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک اجمالی تعارف حاصل ہوا۔ دنیا کے ہر کونے میں جماعت احمدیہ کی نمائندگی مساجد، مشن ہاؤس، سکول، کالج، اسپتال اور جلسہ ہائے سالانہ کی شکل میں، ان کے لئے حیرت کا عجیب سامان تھا۔ یہ سب دیکھ کر انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تو کہا کہ ہنری مارٹن کلارک اور باقی مشنریوں کا تو کوئی نام بھی نہیں جانتا، اور تمہاری جماعت کے بانی (علیہ السلام) کا شروع کیا ہوا کام جس کی سب مخالفت کرتے تھے، کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے!

نمائش دیکھنے کے بعد وہ حضور انور کی خدمت اقدس میں بغرض ملاقات حاضر ہوئے۔

اس نہایت ایمان افروز ملاقات کا آغاز سہ پہر ساڑھے تین بجے ہوا۔ دفتر میں داخل ہو کر شرف مصافحہ حاصل کیا اور حضور انور ایدہ اللہ کے سامنے بیٹھ گئے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے حضور ایدہ اللہ کا شکریہ ادا کیا کہ حضور نے انہیں ملاقات کا وقت دیا۔ اس کے بعد حضور انور ازراہ شفقت ان سے مختلف موضوعات پر گفتگو فرماتے رہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے دوران گفتگو ان سے دریافت فرمایا کہ آپ اس مباحثہ کے بارہ میں کیا جانتے ہیں جو جنگ مقدس کے نام سے ہوا تھا؟ اس پر انہوں نے بتایا کہ مَیں نے تو اس بارہ میں ابھی حال ہی میں تحقیق کی ہے، **مگر آج مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ہنری مارٹن کلارک کہیں ماضی میں کھو گیا ہے، جب کہ ان کے مدّ مقابل جو شخص تھا وہ دنیا بھر میں کامیاب ہے۔**

(اس ملاقات کی قدرے تفصیلی روداد قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل کے شمارہ نمبر 1 مورخہ 6؍جنوری 2012ء میں شائع ہو چکی ہے)

اس ملاقات کا مشاہدہ کرنا ایک نہایت ایمان افروز تجربہ تھا۔ کہاں ہنری مارٹن کلارک حضرت مسیح موعودؑ کو تکالیف پہنچانے اور ہر ممکن طریق سے آپؑ کی راہ میں رکاوٹیں ڈالنے کی کوشش میں ہمہ وقت سرگرم تھا اور کہاں اس کی اولاد خود چل کر آپؑ کے خلیفہ کے پاس آتی ہے، حضور سے فیض پاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے اس پر اس نور کو آشکار کرتا ہے جو وہ اپنے خاص فضل سے اپنے فرستادوں کو عطا فرماتا ہے۔ الحمدللہ رب العالمین۔

اللہ تعالیٰ کی ہزاروں لاکھوں کروڑوں برکتیں نازل ہوں اس کاسر صلیب پر جس نے اپنے آقا و مولا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اس قرآنی حکم کی تعمیل کی کہ وَيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا (الکہف: 5) یعنی وہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔

پس حضرت مسیح موعودؑ نے کیا خوب اس حکم کی تعمیل کی، اور کیا ہی خوب اللہ نے آپؑ کے اس کام میں برکت ڈالی۔ مسیحی مذہب کے دلائل ایسے ٹوٹے کہ گویا صلیب ٹوٹ گئی۔ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ہر قدم پر میرے مولیٰ نے دیئے مجھ کو نشاں
ہر عدو پر حجّت حق کی پڑی ہے ذوالفقار

قائم شدہ 1952
خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز ربوہ
ریلوے روڈ 6214760
اقصیٰ روڈ 6212515 6215455
پروپرائٹر۔ میاں حنیف احمد کامران
Mobile: 0300-7703500

بقیہ: اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

از صفحہ 16

شوکت صاحب کی صاحبزادی کو ”علامہ اقبال لا کالج“ میں اپنے لیکچرر کے عہدہ سے استعفاء دینا پڑا۔ آپ کے صاحبزادے مکرم عمر شوکت صاحب کو علامہ اقبال میڈیکل کالج میں شدید مخالفت کا سامنا ہے۔

مکرم شوکت صاحب ”فلپس“ کمپنی کے ڈسٹری بیوٹر ہیں۔ آپ کے کاروباری حریف بھی احمدیت کی وجہ سے جاری اس مخالفت اور دشمنی کی مہم میں اتر آئے ہیں اور لوگوں کو کہتے پھرتے ہیں کہ مرزائیوں اور یہودیوں کا بائیکاٹ ضروری ہے۔ اور ان ”علماء دین“ نے یہ فتویٰ جاری کیا ہے کہ فلپس کمپنی کا مقاطعہ عین اسلامی فعل ہے کیونکہ اس کے مالکان یہودی ہیں نیز انہوں اپنی دوکانوں کے باہر ”مرزائی کافر ہیں“ کی تحریر بڑے واضح انداز میں لکھوا رکھی ہے۔

....

احمدیہ مساجد، مخالفتوں کی زد میں

گولیکی ضلع گجرات، 3 دسمبر: گولیکی ضلع گجرات کی مسجد 1997 سے پاکستانی انتظامیہ کے حکم پر سیل (seal) ہے اور مقدمہ عدالت میں زیر سماعت ہے۔ نامعلوم افراد نے 3 دسمبر کی رات احمدیہ مسجد کے باہر وال چاکنگ کی۔ اور ”بیت الحمد جماعت احمدیہ“ کی جگہ ”جامعہ مسجد تحفظ ختم نبوت“ لکھ دیا۔

مزید برآں بیرونی دیواروں پر لکھا: ”قادیانیوں کا ایک ہی علاج۔ الجہاد الجہاد۔ منکرین ختم نبوت کافر ہیں۔ فرحان قیوم گیٹ۔ سرفراز شہید گیٹ۔ فرحان قیوم اسلامک لائبریری۔ جیش محمد۔ سپاہ صحابہ۔ جماعت التوحید اہلسنت“ ”نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں“

ان فسادیوں لائبریری اور مربی ہاؤس کی دیواروں پر X کے نشانات لگا دیئے۔

دنیا میں اصولی اور قانونی طور پر کسی بلڈنگ کو سیل کرنے کے بعد پولیس کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس جگہ کی حفاظت اور تقدس کو قائم رکھے۔ لیکن یہ پولیس پاکستان کی ہے اور عمارت احمدیوں کی مسجد!!

نصیر آباد ضلع لاڑکانہ: 30 جولائی 1999ء کو مولویوں کی طرف سے احمدیہ مسجد پر حملے اور نظر آتش کرنے کی منصوبہ بندی کی اطلاع پر پولیس نے مسجد کی عمارت سیل کر دی تھا کیونکہ پاکستان میں انتظامیہ کے لئے احمدیوں کو تحفظ فراہم کرنا مشکل اور عمارات کو سیل کر دینا زیادہ آسان ہے۔

لیکن حال ہی میں ایک مخالف احمدیت بنام ”عبدالحق“ نے، جو مسجد سے ملحق مکان میں رہتا ہے، مسجد اور اپنے گھر کی درمیانی دیوار گرا کر احمدیہ مسجد پر قبضہ کر لیا ہے۔ اس واقعہ پر پولیس تھانہ میں شکائت درج کروا دی گئی ہے۔

....

ہونہار احمدی طالب علم کو داخلہ نہ ملا

گوجرانوالہ: مکرم شازیم سہیل احمد صاحب نے پنجاب کے میڈیکل کالجز میں داخلہ کے لئے درخواست جمع کروائی۔ آپ نے داخلہ ٹیسٹ پاس کیا اور آپ کو گوجرانوالہ میڈیکل کالج میں مورخہ 18 دسمبر کو میرٹ پر داخلہ مل گیا۔ لیکن آپ کو مورخہ 25 دسمبر کو یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز کی طرف سے فون آیا جس پر آپ اپنی تعلیمی اسناد لیکر وہاں حاضر ہو گئے۔ وہاں موجود عملہ نے کہا کہ آپ کی مارک شیٹ جعلی ہے، حالانکہ جاری ہی انہوں کے خود کی تھی، لیکن مکرم شازیم سہیل صاحب کا داخلہ منسوخ کر دیا گیا۔ یونیورسٹی انتظامیہ نے آپ کے نمبروں میں غیر معمولی ردّ و بدل کرتے ہوئے 935 کو 635 بنا دیا۔

نیز یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور کنٹرولر امتحانات کی طرف اس احمدی طالب علم پر دباؤ ڈالا گیا کہ وہ خود اقرار کر لے کہ اس کی تعلیمی اسناد جعلی ہیں بصورت دیگر وہ خود نتائج کا ذمہ دار ہوگا مگر یہ احمدی طالب علم ثابت قدم رہا اور اپنا موقف تبدیل نہ کیا لیکن افسوس کہ میرٹ پر ہونے کے باوجود اس نوجوان کا داخلہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔

اب مکرم شازیم صاحب اپنے والد صاحب کے مشورہ سے انصاف حاصل کرنے کے لئے ہائی کورٹ میں درخواست دینے کا سوچ رہے ہیں۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: Peace Symposium سے
حضور انور ایدہ اللہ کا خطاب از صفحہ 2

اپنے مخالف کو زیرنگین کرسکتا ہے۔لیکن وہ لوگ جو مذہبی سوچ رکھتے ہیں وہ اس یقین پر قائم ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی سب طاقتوں کا مالک ہے اور وہ ظالم کو ضرور سزا دے گا۔ پس ظالم کی مدد کرنا یہ ہے کہ اسے ظلم کرنے سے روک دیا جائے تا کہ وہ خدا تعالیٰ کے غضب سے بچ جائے۔

اس حقیقت کے باوجود کہ فی الوقت ہماری جماعت کے پاس وہ ظاہری اسباب میسر نہیں ہیں جن سے وہ ظالم کا ہاتھ ظلم سے روک سکے اور ظالم اور مظلوم دونوں کی مدد کرنے کا فرض ادا کر سکے،لیکن پھر بھی ہم لوگوں کی رہنمائی کر کے انہیں ہر ایک قسم کے ظلم وجور سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں۔اس مقصد کے حصول کے لئے ہم صاحب اقتدار لوگوں کو متوجہ کرتے اور دعا سے مدد لیتے ہیں۔

اگر برسر اقتدار حکومتیں اور ادارے بلکہ بین الاقوامی ادارے امن عالم کے لئے اپنی ذمہ داریاں پوری نہیں کرتے تو پھر ان کی طاقت بالآخر بے فائدہ قرار پائے گی۔

اب اگر ہم اقوام متحدہ کا بغور جائزہ لیں تو ہمیں اس کی تاریخ میں نظر آئے گا کہ سوائے چند مواقع کے اقوام متحدہ نے کبھی بھی انصاف کے مطلوبہ معیار پورے نہیں کئے۔اس وجہ سے یہ اپنی مکمل ذمہ داری نبھانے سے قاصر ہے۔اس ناکامی کے اسباب میں مادیت پسندی، حلیف اور بلاک بنانا،مخصوص ذاتی مفادات، ذاتی دشمنی اور رنجشیں وغیرہ شامل ہیں جو حقیقی انصاف کے قیام کی راہ میں حائل ہیں۔پس اقوام متحدہ حقیقی امن قائم کرنے سے قاصر ہے اور غیر جانبداری اور شفاف معاملہ نہ کرنا اس کی وجوہات ہیں۔

مَیں یہ کہہ چکا ہوں کہ ہم سب جو یہاں بیٹھے ہیں نہ تو وسائل رکھتے ہیں اور نہ ہی طاقت کہ دنیا میں امن قائم کرسکیں۔لیکن ہم موجودہ دنیا کے حالات سے دلبرداشتہ بھی ہرگز نہیں ہیں۔ہم ہر سطح پر اپنی انتہائی کوششیں کریں گے اور ان کوششوں کو جاری رکھیں گے۔اگر ہم چھوٹے چھوٹے علاقوں میں لوگوں پر اثر ڈال سکیں کہ وہ امن کی خواہش کرنے لگیں اور امن قائم کرنے کے لئے عملی کوشش بھی کرنے لگ جائیں تو ہم ایسا موقع کھونا نہیں چاہیں گے۔اسی وجہ سے ہم ہر سال ''امن سمپوزیم'' منعقد کرتے ہیں اور ہر موقع پر ہم معاشرے میں قیام امن کی خاطر آواز بلند کرتے ہیں۔

یقیناً وہ دن بھی آئے گا کہ جب زیادہ لوگ انصاف کی خواہش کرنے لگیں گے اور اس کی بنیاد حضرت بانئ جماعت احمدیہ علیہ السلام کا دیا ہوا یہ حکیمانہ اصول ہے کہ امن کبھی انصاف کے بغیر قائم نہیں کیا جاسکتا۔اور اس کے لئے اعلیٰ ترین ہستی سے ناطہ جوڑنا شرط ہے۔اس دنیا کے حقیقی خالق سے رشتہ جوڑنا امن کے لوازمات میں سے ایک ہے۔اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر نوع کی بے شمار نعمتوں سے مالا مال کیا ہوا ہے۔اس نے ہمیں سکھایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی کے علاوہ اپنے انسانی بہن بھائیوں کے حقوق کی بجا آوری بھی نہایت ضروری ہے۔

مزید برآں ہمیں بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام نے یہ ہدایت دی ہوئی ہے کہ بعض خاص حالات میں انسانوں کے حقوق ادا کرنا اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی سے زیادہ اہم ہو جاتا ہے۔اور ہم اس کی کئی مثالیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں پاتے ہیں۔جہاں آپ ﷺ نے بنی نوع انسان کے حقوق کو حقوق اللہ پر فوقیت دی۔مثلاً نوع انسانی کے حقوق کی ادائیگی کو اوّلیّت دیتے ہوئے فرض نمازوں کی ادائیگی بعد میں کی گئی۔

ہم احمدی یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کو (جن کو ہم مسیح موعود اور امام مہدی مانتے ہیں) اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کی حقیقی تعلیم پھر سے دنیا میں قائم کرنے کے لئے بھیجا ہے۔آپ علیہ السلام اپنی ایک کتاب میں لکھتے ہیں کہ

> ''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقعہ ہوگئی ہے اس کو دور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔اور سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ کر کے صلح کی بنیاد ڈالوں۔اور وہ دینی سچائیاں جو دنیا کی آنکھ سے مخفی ہوگئی ہیں ان کو ظاہر کر دوں''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

اب اگر انسانیت اس اصول کو اپنا لے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے پیار والا رشتہ بنانا ہے اور ساتھ ساتھ یہ یقین بھی ہو کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پیار کرتا ہے تو پھر انسان کے اندر اپنے ذاتی مفادات سے بالاتر ہو کر دوسروں کے لئے خود بخود پیار پیدا ہوگا۔

آپ علیہ السلام نے دوسری انتہائی حکیمانہ نصیحت یہ فرمائی کہ سچائی کے اظہار سے مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہوگا۔یقیناً اس طرح صرف مذہبی جنگوں کا ہی خاتمہ نہیں ہوگا بلکہ امن اور مفاہمت کی بنیاد بھی قائم ہوجائے گی۔

بہرحال آج ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں امن کے قیام اور مفاہمت کی فضا پیدا کرنے کے لئے کوششیں تو کی جارہی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ شکوے بھی پل رہے ہیں۔جس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ شکایات جن کو دور کیا جاتا ہے اور وہ امن جو قائم کیا جاتا ہے اس کی بنیاد دیانت داری پر نہیں ہے۔صدق دل سے کی جانے والی دیانت داری ہی امن کی اصل بنیاد بن سکتی ہے۔

بہرحال ہم دیکھتے ہیں کہ آج دنیا میں مذہبی جنگیں عملاً تو جاری نہیں ہیں مگر ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی اور بدخواہی والا برتاؤ کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔جیسا کہ مَیں پہلے بتا چکا ہوں کہ اس بنا پر بعض ملکوں میں جاری ہتھیاروں کی جنگ کا یہ تکلیف دہ نتیجہ سامنے آرہا ہے کہ وہاں مسلمانوں کی بعض مکمل طور پر بے ضرر مذہبی رسومات اور روایات کو یا تو محدود کیا جارہا ہے یا منع کیا جارہا ہے۔اور پھر دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان اقدامات کا مذہب سے کوئی بھی تعلق نہیں بلکہ یہ حدود و قیود مسلمانوں کی مدد کے لئے ہیں کہ وہ باآسانی معاشرے میں مقامی لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہ سکیں۔بہرحال یہ ایک طویل بحث ہے جس کو میں اس وقت شروع نہیں کرنا چاہتا۔لیکن ان اقدامات کے ردّعمل میں بعض مسلمان ایسی سرگرمیوں میں مشغول ہوگئے ہیں جو مکمل طور پر اسلامی تعلیم کے منافی ہیں۔ پس دونوں فریق اپنی اپنی جگہ دیانت داری سے محروم ہیں۔ باہمی محبت پروان چڑھانے کے لئے دیانتداری دکھانی پڑتی ہے۔اور دیانت داری اس بات کا نام ہے کہ انسان کے قول اور فعل میں کوئی بھی تضاد نہ ہو،اور نہ ہی انسان کبھی غلط بیانی سے کام لے۔مگر عام طور پر سچائی کے ایسے اعلیٰ معیار نہ تو ہمیں ملکی اور نہ ہی بین الاقوامی سطح پر نظر آتے ہیں۔

مثال کے طور پر آج دنیا کے بعض ممالک داخلی اور سیاسی انتشار کا شکار ہیں۔عوام اپنے حکمرانوں اور حکومتوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔ایسی صورت حال ہمیں بعض عرب ممالک، خلیجی ممالک، شمالی افریقہ یہاں تک کہ مغربی افریقہ میں بھی نظر آتی ہے۔ ان علاقوں میں داخلی بدانتظامی اور تنازعات کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔ یہ صورت حال بین الاقوامی امن و سلامتی کے لئے بھی خطرہ بن سکتی ہے اس لئے دنیا اس بارہ میں فکرمند ہے۔ اور بین الاقوامی ادارے ایک طرف تو ایسی حکومتوں پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ لوگوں کے حقوق ادا کریں دوسری طرف ایسے حاکموں کو عوام کو دبائے رکھنے سے بھی روک رہے ہیں تا کہ انسانی قدروں کو بچایا جاسکے۔

مگر اخلاق کی اصل معراج یہ ہے کہ اگر تم ایسے ممالک کے عوام کو ان کے حکمرانوں کے ظلموں سے نجات دلانا چاہتے ہو اور ساتھ ہی ساتھ دنیا کو بھی بڑے فساد سے محفوظ رکھنا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تم ان ممالک کے عوام کو بھی نصیحت کرو کہ وہ کسی قسم کی بدانتظامی اور فساد کا حصہ نہ بنیں اور نہ ہی ایسے کام کریں جو ان کے اپنے ملک کی معیشت کو ہی تباہ و برباد کر دیں۔اور ایک بار امن قائم کرنے کے بعد پھر اس اصول کی مدد سے امن قائم بھی رکھا جانا چاہئے۔تاہم حقیقی نیکی اور دیانت داری نہیں دکھائی جارہی۔ یہی وجہ ہے کہ دو الگ الگ ملک ہیں اور دونوں کو بالکل ایک جیسے حالات کا سامنا ہے۔ اب بین الاقوامی برادری ایک ملک کے معاملے میں تو حکومت کی حمایت کررہی ہے اور دوسرے ملک کے معاملے میں عوام کو آزادی دلانے کے بہانے حکومتی عمارتوں پر میزائل داغے جارہے ہیں۔

چند دن ہوئے بی بی سی کے ایک صحافی نے وائٹ ہاؤس کے نمائندہ سے دنیا کے حالات و واقعات پر انٹرویو کیا۔اس صحافی نے اپنا سوال یوں پیش کیا کہ وہ یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ امریکہ کا سلوک لیبیا کے مقابل پر بحرین، یمن اور دوسرے ممالک سے مختلف کیوں ہے؟ اس ترجمان کے پاس اس سوال کا کوئی بھی واضح اور صاف جواب نہیں تھا۔

اب آپ اور مَیں یہ حقیقت اچھی طرح جانتے ہیں کہ کس طرح مسلسل ذاتی مفادات کو دیانت اور انصاف پر ترجیح دی جارہی ہے۔دنیا کے طاقتور ممالک یہ چاہتے ہیں کہ وہ بعض خاص ممالک کی دولت اور وسائل تک عام رسائی خود حاصل کرلیں اور دیگر ہم پلّہ ممالک کی رسائی کو مکمل طور پر روک دیں۔اور اسی لئے لوگوں کو آزادی دلانے یا امن عالم کا قائم کرنے کا جواز بنا کر فیصلے کئے جاتے ہیں۔

بظاہر تو ماضی میں قائم دنیا کے دو بڑے بلاک اب ٹوٹ چکے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ صرف منجمد ہوئے تھے اور کبھی نہیں ختم ہوسکتے۔ دنیا کا حالیہ سیاسی اور معاشی نقشہ دیکھ کر ہم باآسانی کہہ سکتے ہیں کہ یہ بلاک پھر سے قائم ہورہے ہیں۔درحقیقت ان ممالک کے سیاسی حالات کے پیچھے بڑا کردار بین الاقوامی معاشی صورت حال کا ہے جو ہمیں بڑی تیزی سے ایک عالمی جنگ کی طرف لے کر جارہی ہے۔لیکن اگر سچّائی کے ساتھ معاملہ کیا جارہا ہوتا تو یہ ممالک ایک دوسرے سے صاف شفاف معاہدوں کے ذریعہ صنعتی اور معاشی تعلقات استوار کر کے انصاف پر مبنی فائدہ اٹھا رہے ہوتے ۔ ان ممالک کو کبھی ایک دوسرے کے وسائل سے ناجائز فائدہ نہیں حاصل کرنا چاہئے بلکہ ایک دوسرے کے قریب آکر باہمی مدد کرنی چاہئے۔

قرآن کریم ہمیں دوسرے ممالک یا لوگوں کی دولت کے بارہ میں سورۃ طٰہٰ کی آیت نمبر 132 میں یہ تعلیم دیتا ہے:

> ''اور ہم نے جو کچھ ان میں سے بعض لوگوں کو دنیوی زندگی کی زیبائش کے سامان دے رکھے ہیں تُو اس کی طرف اپنی دونوں آنکھوں کی نظر کو پھیلا پھیلا کر مت دیکھ۔ (کیونکہ وہ سامان ان کو اس لئے دیا گیا ہے) کہ ہم اس کے ذریعہ سے ان کی آزمائش کریں۔اور تیرے رب کا دیا ہوا رزق سب سے اچھا اور باقی رہنے والا ہے۔''

(ترجمہ از تفسیر صغیر)

یہ حکم دینے کی حکمت یہ ہے کہ دنیا کے کسی ملک کی داخلی بے چینی ہو یا ملکوں کے درمیان حسد اور دشمنی، عام طور پر اس کا سبب ان کی دولت اور وسائل ہی ہوا کرتے ہیں۔ اور اس لالچ کی وجہ سے وہ جھگڑے شروع ہوجایا کرتے ہیں جن کا نتیجہ بہت ہی بھیانک ہوا کرتا ہے۔اور ماضی کی عالمی جنگوں کی سب سے بڑی وجہ یہ حسد و رقابت ہی تھی۔ایسی ہی تلخیوں سے بچانے کے لئے تھوڑے وسائل رکھنے والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ تم دوسروں کے وسائل پر حسد بھری آنکھ نہ رکھو۔ اور ساتھ ہی وسیع مال و دولت والوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ضرورت مندوں اور کمزوروں کی مدد کریں۔قوموں کو یہ اصول سکھایا گیا ہے کہ انہیں دوسروں کے وسائل سے قانونی طریق پر فائدہ اٹھانا چاہئے۔لیکن اس موضوع پر محدود وقت میں زیادہ بات نہیں ہوسکتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آج دنیا میں جو بدامنی پھیلی ہوئی ہے وہ خواہ ملکی سطح پر ہو یا بین الاقوامی سطح پر، اس کی بنیادی وجہ انصاف کی فراہمی کا مکمل فقدان ہے۔اور یہ بے انصافی اضطراب اور بے چینی میں اضافے کا سبب بن رہی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ اس وقت دنیا کے موجودہ مسائل کا حل کیا ہے؟

مَیں اس سوال کا جواب حضرت بانی جماعت احمدیہ علیہ السلام کے اقتباس کی شکل میں آپ کے سامنے رکھ چکا ہوں جس میں آپ علیہ السلام نے ہمیں اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم کرنے اور سچائی کے اظہار کی نصیحت کی ہے۔

لیکن مجھے بہت زیادہ افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ مادیت پسند طبقے سے قطع نظر، آج مذہب کی پیروی

کے دعویدار اور وہ لوگ جو خود کو اسلام کے نمائندہ کے طور پر پیش کرتے ہیں، وہی اصل میں مذہبی تشدد پسندی بھی پھیلا رہے ہیں۔ بہرحال اس کے باوجود بھی ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنا ان مسائل کا حل نہیں ہے۔

جماعت احمدیہ کا یہ دعویٰ ہے اور یقیناً وہ تمام لوگ جو اس (جماعت) سے قریبی تعلق رکھتے ہیں وہ اس بات کی گواہی بھی دیں گے کہ ہم صرف امن کا نعرہ ہی نہیں لگاتے بلکہ حقیقت میں ہم عملی جدوجہد بھی کرتے ہیں تاکہ تحمل، امن اور برداشت قائم ہو۔ اور اس طرح ہم اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے رضائے باری تعالیٰ حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

جب بھی ہماری جماعت کو جذباتی دکھ اور تکالیف سے گزرنا پڑتا ہے ہم صبر اور تحمل کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ جب بھی ہمیں بطور شہری حاصل ہونے والے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے ہم صبر اور تحمل کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ جب بھی ہم پر جان بوجھ کر معاشی تنگیاں وارد کی جاتی ہے ہم صبر اور تحمل کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ جب بھی ہمارے اموال اور جائیدادیں لوٹی جاتی ہیں یا برباد کردی جاتی ہیں ہم صبر اور تحمل کا نمونہ دکھاتے ہیں۔ اور جب بھی ہماری جانوں سے کھیلا جاتا ہے ہم صبر و تحمل کا نمونہ دکھاتے ہیں۔

آج ہم پاکستان میں مذہبی آزادی سے محروم ہیں مگر اس کے باوجود ہم کبھی بدامنی کا سبب نہیں بنے۔ گزشتہ برس مئی کے مہینے میں چھیاسی احمدی مسلمانوں کو جمعہ کی نماز ادا کرتے ہوئے شہید کر دیا گیا۔ ہم نے یہ صدمہ صبر سے برداشت کیا۔ حال ہی میں انڈونیشیا میں ہمارے احمدیوں کو نہایت بربریت اور سفّاکی سے شہید کر دیا گیا تو ہم نے نہ تو کوئی پُر تشدّد ردِّعمل دکھایا اور نہ ہی جوابی حملے شروع کر دیئے۔ اس حقیقت کے باوجود کہ پاکستان، انڈونیشیا اور دیگر ملکوں میں رہنے والے احمدی انہی ملکوں کے شہری ہیں۔ یہ احمدی اپنی مقامی قوموں اور گروہوں سے ہی تعلق رکھنے والے ہیں اور یہ احمدی انہی معاشروں میں رہتے ہیں جہاں سب دہشت گردی ہو رہی ہے۔ ہماری جماعت کے کچھ لوگ اگر کھلم کھلا نہ سہی تو چھپ چھپا کے ہی ناپسندیدہ اور ناخوشگوار کارروائیاں کر سکتے تھے لیکن ہم نے آج تک نہ کبھی کوئی سخت ردّعمل دکھایا ہے اور نہ ہی کبھی کسی بھی قسم کا برا نمونہ پیش کیا ہے کیونکہ ہم وہ ہیں جن کو صبر اور برداشت کا درس دیا گیا ہے۔ ہم نے ہمیشہ اسلام کی تعلیم کو اپنے عمل سے دکھایا ہے۔ اور ہمیں یہی سکھایا گیا ہے کہ تم کبھی بھی قانون کو اپنے ہاتھ میں نہ لو۔ اور ہمیشہ اپنے ملک کی بھلائی کو مدّنظر رکھو اور کبھی بھی بدامنی پیدا نہ کرو۔ کیونکہ یہ سب کام اپنے ملک سے تمہاری سچی محبت کا تقاضا ہیں۔

دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی بستے ہیں، قطع نظر اس کے کہ وہ کس ملک سے تعلق رکھتے ہیں، خواہ وہ ایشیائی احمدی ہوں یا افریقی احمدی، عرب ہوں یا یورپین یا امریکی، ان کا نمونہ ہمیشہ ایک ہوگا۔ تمام احمدی رضائے باری تعالیٰ کے طالب بنتے ہوئے ہمیشہ ہر قسم کے فساد سے باز رہتے ہیں اور یہ وہ طرزِ عمل ہے جو نہ صرف دنیا کو بدنظمی سے بچانے والا ہے بلکہ ایک دن امنِ عالم کا ضامن ہوگا۔

آج دنیا کو شدید ضرورت ہے کہ ہر ایک سطح پر اس طرزِ عمل کو اپنایا جائے یعنی اپنے خالق حقیقی کی معرفت حاصل کر کے اس کے تمام حقوق کی بجا آوری کی جائے۔ آج اہل دنیا کو صرف اپنے حقوق کی ہی فکر نہیں رہنی چاہیئے بلکہ اپنے فرائض کی طرف متوجہ ہونا بھی نہایت ضروری ہے اور دوسروں کی بھلائی کی بھی فکر ہونی چاہیئے۔ یہ اصول ذاتی زندگی سے لے کر قومی اور بین الاقوامی سطح پر بروئے کار لانا ضروری ہے۔ مختلف ملکوں کے حکمرانوں اور دنیا کی بڑی اقوام کو ان اصولوں کی پاسداری کرنی ہوگی۔ کیونکہ ایسا کئے بغیر امن عالم کے لئے کی جانے والی تمام کوششیں وقتی فائدہ تو دے سکیں گی لیکن مستقل امن کی کوئی ضمانت نہیں ہوگی۔

میری دعا ہے کہ امن عالم کے قیام کے لئے آپ سب کی اور میری خواہش جلد پوری ہو۔

آخر پر مَیں ایک بار پھر دل کی گہرائیوں سے آپ سب کے یہاں تشریف لانے اور میرا خطاب سننے پر ممنون ہوں۔ شکریہ"۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب (پرائیویٹ سیکرٹری) اطلاع دیتے ہیں کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 دسمبر 2011ء بروز جمعرات بمقام مسجد فضل لندن۔ قبل نماز ظہر و عصر مکرم **چوہدری عبد اللہ امانت صاحب المعروف لالہ جی (آف اسلام آباد۔ یوکے)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

آپ 19/دسمبر 2011ء کو مختصر علالت کے بعد 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 1990ء میں یوکے آئے۔ آپ کو اسلام آباد میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے مزار پر ڈیوٹی کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ اپنی ذمہ داری بڑے شوق اور محبت سے ادا کرتے تھے۔ انتہائی سادہ لوح، شریف النفس، صوم وصلوۃ کے پابند اور بڑے ہی مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم مجید احمد صاحب سیالکوٹی مربی سلسلہ (وکالت تصنیف لندن) کے بڑے بھائی تھے۔

اس کے ساتھ ہی درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

(1) **مکرم چوہدری ظفر اللہ وڑائچ صاحب (چک 9 پنیار تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا)**

23/نومبر 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت چوہدری حاکم علی پنیار صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ نمازوں کے پابند، خوش اخلاق، انتہائی صابر و شاکر اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والے ایک نیک انسان تھے۔ جماعت کے کاموں میں ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم نسیم احمد صاحب باجوہ مربی سلسلہ مورڈن کے ماموں تھے۔

(2) **مکرم کیپٹن ڈاکٹر اقبال احمد خان صاحب (آف مظفر گڑھ)**

26/نومبر 2011ء کو 92 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ جماعت مظفر گڑھ کے پہلے صدر رہے اور پھر لمبا عرصہ امیر ضلع کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم نمازوں کے پابند، تہجد گزار، غریب پرور اور مخلص انسان تھے۔ مالی تحریکات میں نمایاں حصہ لیتے تھے۔ قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی سے کیا کرتے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اور دیگر جماعتی کتب اور رسائل کا مطالعہ بڑے شوق سے کیا کرتے تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظفر احمد سرور صاحب (مربی سلسلہ یوایس اے) کے ماموں اور خسر تھے۔

(3) **مکرم چوہدری بشارت احمد صاحب (آف اونچا مانگٹ)**

6/اکتوبر 2011ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت مولوی فضل الدین صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ نے فوج سے ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ مجلس انصار اللہ مرکزیہ میں بطور کارکن کام کیا۔ بڑے نیک، ملنسار، صلہ رحمی کرنے والے اور غریب پرور انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم فہیم احمد صاحب خادم (مربی سلسلہ غانا) کے خسر تھے۔

(4) **مکرم محمد یعقوب صاحب (آف چک نمبر 64 پتوکی ضلع قصور)**

19/ستمبر 2011ء کو 72 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے اپنی جماعت کے صدر اور زعیم انصار اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ نیک، مخلص اور باوفا انسان تھے۔

(5) **مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب (صابو بھڈیار ضلع سیالکوٹ)**

10/ستمبر 2011ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحوم نے اپنی جماعت میں صدر، سیکرٹری مال اور امام الصلوۃ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ صوم وصلوۃ کے پابند، تہجد گزار، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے پیار و وفا کا بہت گہرا تعلق تھا۔

(6) **مکرمہ زبیدہ محمود صاحبہ (اہلیہ مکرم محمود احمد کمال صاحب آرکیٹیکٹ۔ کراچی)**

27/جولائی 2011ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نماز جمعہ بڑی باقاعدگی سے اپنے سنٹر پر ادا کیا کرتی تھیں۔ جب حالات کی وجہ سے خواتین کو جمعہ پر جانے سے منع کر دیا گیا تو آپ بڑی رنجیدہ رہتی تھیں اور اکثر اس کا اظہار کیا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(7) **مکرم ملک آفتاب اسلام صاحب (ابن مکرم عبدالسلام صاحب۔ راولپنڈی)**

28/جنوری 2011ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ بڑے خوش اخلاق، ملنسار اور مخلص انسان تھے۔ جماعتی پروگراموں میں باقاعدگی کے ساتھ شامل ہوتے اور اپنے چندہ جات بروقت ادا کیا کرتے تھے۔

(8) **مکرم چوہدری مسعود احمد صاحب ناصر صاحب (آف لاہور)**

3/نومبر 2011ء کو 68 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ کو وحدت کالونی لاہور میں مختلف عہدوں پر لمبا عرصہ خدمت کا موقع ملا۔ انتہائی نیک، وفاشعار اور خلافت سے گہری وابستگی رکھنے والے مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔

(9) **مکرمہ امۃ القیوم صاحبہ (اہلیہ مکرم شیخ محمد سلیم صاحب دنیاپوری مرحوم۔ اسلام آباد)**

3/دسمبر 2011ء کو وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ حضرت منشی حبیب الرحمٰن صاحب رضی اللہ عنہ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی تھیں۔ مرحومہ نہایت ملنسار، صابر وشاکر۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ کو بہت سے احمدی اور غیر احمدی بچوں کو قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی توفیق ملی۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(10) **مکرمہ محمودہ خانم صاحبہ (اہلیہ مکرم چوہدری جمال الدین صاحب قادیانی)**

7/دسمبر 2011ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ نہایت نیک، دعاگو، نمازوں کی پابند اور بہت اچھے اخلاق کی مالک تھیں۔ خلافت سے آپ کو بے پناہ عشق تھا۔ چھوٹے بچوں کو قرآن کریم ناظرہ پڑھایا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(11) **مکرم چوہدری سلطان محمود صاحب ملتانی (چک نمبر 74/P ضلع رحیم یار خان)**

5/نومبر 2011ء کو لمبی بیماری کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ نے مدرسہ احمدیہ قادیان میں تعلیم حاصل کی اور مسجد اقصیٰ قادیان میں اذان دینے کی بھی توفیق پائی۔ گاؤں میں صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کا موقعہ ملا۔ بہت ہمدرد، غریب پرور، نمازوں کو خشوع وخضوع سے ادا کرنے والے، نڈر اور مخلص احمدی تھے۔ مرحوم موصی تھے۔

(12) **مکرمہ سکینہ بھٹی صاحبہ (اہلیہ مکرم بشیر احمد صاحب بھٹی۔ فیکٹری ایریا۔ ربوہ)**

10/نومبر 2011ء کو 80 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، مہمان نواز، غریبوں کی ہمدرد، مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم اقبال احمد بھٹی صاحب سابق باڈی گارڈ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ تھیں۔

(13) **مکرمہ روشن جہاں بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد بشیر بھٹی صاحب۔ آف 96 گ ب ضلع فیصل آباد)**

12/نومبر 2011ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ آپ 13 سال قادیان میں رہائش پذیر رہیں اور اس دوران آپ کو حضرت اماں جان سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے اپنے گاؤں میں صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔ گھر میں بچوں کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ان کی دینی تعلیم کا بھی باقاعدہ اہتمام کیا کرتی تھیں۔ آپ مکرم چوہدری عبدالرحیم خانصاحب سابق آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ کی بیٹی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے۔ انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط وکتابت کیلئے ہمارا پتہ یہ ہے:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TLU.K.

حضرت مصلح موعودؓ کی زرّیں ہدایات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 16 رفروری 2010ء میں مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور کے قلم سے سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی چند زرّیں ہدایات ہدیۂ قارئین کی گئی ہیں جو ماہنامہ ''خالد'' ربوہ کی دو پرانی اشاعتوں (اپریل ومئی 1970ء) سے منقول ہیں۔ ان ہدایات سے حضورؓ کی عظیم الشان انتظامی صلاحیتوں کی ایک جھلک دیکھی جاسکتی ہے۔ محترم مولوی عبدالرحمٰن انور صاحب لکھتے ہیں:

❁ **محض قیاس پر بنیاد نہ ہو:** حضورؓ نے دفتری کام کے متعلق ہدایات میں خاکسار کو اس امر کی طرف متعدد مرتبہ توجہ دلائی کہ کسی کام کے متعلق بعض امور پر قیاس کرکے آخری نتیجہ قائم نہیں کر لینا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ چونکہ فلاں شخص فلاں جگہ روانہ ہوجانے کے لئے کہہ رہا تھا اس لئے وہ ضرور وہاں پہنچ گیا ہوگا بلکہ جب تک یقینی اطلاع نہ مل جائے اُس وقت تک اسے وہاں پہنچا ہوا قرار نہ دیا جائے۔ حضورؓ فرمایا کرتے تھے کہ محض قیاس پر بنیاد رکھ کر فیصلہ کر لینا شیطانی کام ہے۔

❁ **باقاعدہ ڈائری:** حضورؓ کا تاکیدی ارشاد ہوا کرتا تھا کہ باقاعدہ ڈائری رکھنا بہت مفید ہوتا ہے جس میں اہم روزانہ کاموں کو درج کیا جاتا رہے تاکہ روزانہ اپنے اوقات کے صحیح طور پر صرف ہونے کا علم ہوتا رہے اور اپنے اعمال کا محاسبہ بھی ہوتا رہے۔ ڈائری کے متعلق ارشاد تھا کہ رات کو اس کی تکمیل کرکے سونا چاہئے۔

❁ **حفاظت کے متعلق تجاویز:** ایک موقعہ پر حفاظت کے موضوع پر ہدایات دیتے ہوئے حضورؓ نے فرمایا کہ ایسے موقعہ پر حسن ظنی کرنا ادائیگی فرض نہیں ہوتا بلکہ فرض میں کوتاہی شمار ہوتا ہے۔ ایسے موقعہ پر ہر اُس ممکن صورت کو ذہن میں لانا ضروری ہوتا ہے جس کا ارتکاب کسی دھوکے باز دشمن کی طرف سے متوقع ہوسکتا ہے۔ کیونکہ حسن ظنی کا حکم تو باہمی دوستوں کے ساتھ معاملات میں ملحوظ رکھنے کے لئے ہے۔

❁ **دلجوئی:** حضور فرمایا کرتے تھے کہ جس کام کو کوئی دوسرا آدمی سرانجام دے سکتا ہے اس کے متعلق یہ یقین رکھنا چاہئے کہ اُسے تم خود بھی سرانجام دے سکو گے۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ مَیں تحریک جدید میں تھا کہ کچھ نوجوانوں کو فوری طور پر بیرونی ممالک میں بھجوانا تھا۔ خاکسار کو بیرونی ممالک کا کوئی تجربہ نہ تھا اس لئے حضور نے ایسے کاموں کے لئے حضرت مولوی عبدالرحیم نیّر صاحبؓ کو مقرر فرمایا ہوا تھا کہ اخراجات سفر کا اندازہ وہ بتلا دیا کریں۔ لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ نیّر صاحب اچانک بیمار ہوگئے اور اخراجات کا تخمینہ پیش کرنے میں دیر ہوگئی۔ حضورؓ نے وجہ دریافت فرمائی تو خاکسار نے اُن کی بیماری کا ذکر کیا۔ حضورؓ نے فرمایا: الٰہی کاموں کا انحصار کسی خاص شخص پر نہیں ہوا کرتا کہ اس کی وجہ سے کام رُکا رہے۔ اس پر خاکسار نے محترم نیر صاحب سے ضروری لٹریچر کے متعلق معلومات حاصل کیں اور پھر مطالعہ کرکے اندازۂ خرچ حضورؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضورؓ نے ازراہ کرم میرے پیش کردہ اندازہ کو ہی منظور فرمالیا اور خاکسار کی دلجوئی فرمائی۔

❁ **اپنے ہاتھ سے کام:** حضور کام کو حتی الوسع اپنے ہاتھوں سے ہی سرانجام دینے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ تحریک جدید کے ابتدائی تین چار ماہ میں سوائے روانگی ڈاک وغیرہ کے باقی سب کام خاکسار ہی سرانجام دیتا تھا اور خود حضور کا اپنا عمل بھی اپنی بیماری سے پہلے یہی تھا کہ ڈاکخانہ سے مقفل تھیلے میں آمدہ ڈاک کو خود کھولتے اور لفافوں پر اپنے قلم سے ہدایات تحریر فرماتے۔ احرار کے فتنہ کے ایام میں جب ایک مرتبہ قصر خلافت کے بڑے کمرہ میں سفیدی کی جانے والی تھی دیکھا کہ فرش پر دائرہ کی شکل میں مختلف قسم کی ڈاک کو حضور نے sort کرکے رکھا ہوا تھا۔ حضورؓ نے ہدایت فرمائی کہ یہ ڈاک جس طور پر رکھی ہوئی ہے اسے اسی طرح رہنے دیا جائے اور اوپر سے کسی کپڑے سے ڈھانپ دیا جائے اور پہرہ دار ہر وقت یہاں موجود رہے اور اگر یہ اہتمام نہ ہو سکے تو بیشک اس کمرہ کی سفیدی فی الحال نہ کی جائے۔

❁ **تفسیر کبیر کی پہلی جلد:** جب تفسیر کبیر کی پہلی جلد شائع ہوئی تو حضورؓ کی ہدایت تھی کہ جس وقت پہلی کتاب مجلد تیار ہو، حضورؓ کی خدمت میں اسی وقت پیش کی جائے۔ چنانچہ رات کے تین بجے کے قریب پہلی جلد مکمل ہوئی تو خاکسار اسے لے کر حضور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے گیا۔ گول سیڑھیوں میں کھڑے ہوکر السلام علیکم کہا تو حضورؓ فوراً ہی خود تشریف لائے اور کتاب وصول فرمائی اور خوشی کا اظہار فرمایا۔

❁ **کام کی تکمیل:** سندھ کی اسٹیٹس کے کام اور حسابات کی نگرانی کے لئے جب حضورؓ سندھ تشریف لے جاتے تو اکثر رات کے ایک دو بجے تک سب کارکنان میں تشریف فرما ہوکر سب حسابات خود چیک فرماتے اور یہ کام فرش پر بیٹھ کر ہی سرانجام دیتے۔ اپنے ساتھ کام کرنے والوں کی ٹریننگ میں بھی حضور کا یہی طریق تھا کہ زیادہ سے زیادہ وقت لگا کر وہ کام کو جلد از جلد مکمل کریں۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ تحریک جدید کا کام بڑھ گیا تو بجائے عملہ میں اضافہ کرنے کے حضورؓ نے 12 گھنٹے روزانہ کام کرنے کا ارشاد فرمایا کہ دفتر صبح 9 بجے سے رات کے 9 بجے تک ایک ماہ تک کھلا رہا کرے جس کی تعمیل ہوئی۔ ایک دفعہ تحریک جدید کے بجٹ کی تکمیل تک دفتر کو کھلا رکھنے کا ارشاد موصول ہوا تو دفتر ساری رات کھلا رکھا گیا اور اگلے دن صبح 8 بجے بجٹ حضورؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

ایک مرتبہ حضور سندھ تشریف لے گئے تو محمد آباد اسٹیٹ کے عملہ کے متعلق حضورؓ کو احساس ہوا کہ کارکنان پوری توجہ نہیں دے رہے۔ حضورؓ نے اسسٹنٹ ایجنٹ کا تنزل کرکے مینجر کر دیا اور مینجر کو منشی کی اسامی سپرد کی اور جس منشی کا کام زیادہ خراب تھا اسے فارغ کر دیا اور خاکسار کو مرکزی دفتر کے کام سے فارغ کرکے بطور اسسٹنٹ ایجنٹ مقرر فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ روزانہ ایک ماہ تک پانچ گھنٹے گھوڑے پر سوار ہوکر اسٹیٹ کے کام کی نگرانی کرو۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک ماہ میں ساڑھے سات ہزار ایکڑ اراضی جو لمبائی میں 7 میل میں پھیلی ہوئی تھی اس کی ایک ایک چوکڑی کی پوری کیفیت اور مزارعان کے متعلق پوری معلومات حاصل ہوگئیں بلکہ اردگرد کے زمینداروں سے متعارف ہونے اور تعلقات بڑھانے کے مواقع بھی میسر آئے۔

❁ **وقار کا خیال:** 1954ء میں گورنر مغربی پاکستان کے حکم سے DSP جھنگ حضورؓ کے مکان کی تلاشی کا نوٹس لے کر ربوہ آئے۔ جن حالات کا علم ہوا تھا خطرہ اس سے کہیں زیادہ معلوم ہوتا تھا۔ یہ لوگ نیچے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں تھے۔ حضورؓ نے خاکسار کو اوپر یاد فرمایا اور اندرونی برآمدہ کی جانب لے جاکر صرف یہ مختصر فقرہ فرمایا کہ ان لوگوں کے ارادے کچھ اچھے معلوم نہیں ہوتے۔ اس لئے میں صرف یہ کہنا کافی سمجھتا ہوں کہ ''اس بات کا خیال رکھنا کہ تم میرے پرائیویٹ سیکرٹری ہو۔'' حضور کی اس طور کی یاددہانی نے میرے اندر ایک عجیب خاص ذمہ دارانہ کیفیت پیدا کردی۔ جو غالباً زیادہ لمبی نصائح سے بھی پیدا نہ ہوتی۔

❁ **دفاتر کا طریق کار:** کسی شخص کے کسی کام کے مناسب معلوم ہونے کے بعد عام دنیوی دفاتر کے طریق کار کو ملحوظ رکھنا حضور کے نزدیک ضروری نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ حضورؓ خوب سمجھتے تھے کہ حضور کی تربیت کے نتیجہ میں کسی دقّت کے پیش آنے کا خطرہ نہیں۔ دفاتر کے عام طریق میں ایک ہی محکمہ میں باپ بیٹے۔ دو سگے بھائیوں وغیرہ کو اکٹھا نہیں رکھا جاتا۔ لیکن حضور کے بصیرت افروز فیصلہ کے ماتحت ایسے اوقات بھی آئے کہ خاکسار انچارج تحریک جدید اور والد بزرگوار مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب ایک ماتحت صیغہ بورڈنگ دارالصناعت کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ اسی طرح ایسا موقعہ بھی آیا کہ میرے چھوٹے بھائی عزیزم حافظ قدرت اللہ صاحب کو بطور پرائیویٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا اور خاکسار کو بطور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری ان کے ماتحت کام کرنے کا موقعہ ملا۔ اس سارے عرصہ میں باہمی کوئی دقت کسی کے لئے پیش نہیں آئی۔

❁ **پختہ عزم:** تحریک جدید کے کام کے متعلق حضور کی اصولی ہدایت یہ ہوا کرتی تھی کہ جس کام کو کرنا ضروری ہو اور دل سے انسان اس کو کرنا چاہے اس کے لئے کوئی امر روک نہیں بن سکتا۔ اس امر کو ذہن میں رکھ کر پھر پوری توجہ دے کر کام کو اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ رکھتے ہوئے شروع کر دیا جاوے تو اللہ تعالیٰ اس میں کامیابی عطا فرماتا ہے۔

❁ **حساب کتاب:** ایک مرتبہ حضور نے ناصر آباد سندھ میں فرمایا کہ جو کوارٹر تعمیر ہوئے ہیں، حساب لگاؤ کہ ان کھڑکیوں، دروازوں اور ان کی چھتوں پر کتنی شہتیریاں خرچ ہوئی ہیں۔ خاکسار نے تین دن لگا کر موجودہ پیمائش کے مطابق حساب پیش کیا جو ٹھیکیدار کی بیان کردہ مقدار سے کافی کم تھا۔ حضور نے میرے اندازہ سے ٹھیکیدار کو اطلاع دی کہ وہ باقی لکڑی کا حساب دے۔ ادھر حضور مجھے ساتھ لے کر نصف گھنٹہ کے قریب ٹہلتے رہے اور دریافت فرماتے رہے کہ کیسے حساب کیا۔ مَیں نے موجودہ صورت کی پیمائش کا ذکر کیا تو فرمایا کہ سالم شہتیری کی پیمائش اَور ہوتی ہے اور اس میں سے کارآمد لکڑی کم نکلتی ہے۔ کچھ آری کے برادے کے طور پر ضائع ہوتی ہے۔ کچھ رندے کے ذریعہ سے اور کچھ زائد از ضرورت کو کاٹ کر پھینک دینے سے کم ہوتی ہے۔ کیا اس ضیاع کا بھی خیال رکھا؟ خاکسار نے عرض کیا کہ اس کا تو خیال نہیں رکھا۔ اس پر فرمایا کہ اس اصول کو ملحوظ رکھ کر پھر حساب تیار کرو۔ چنانچہ خاکسار نے پھر حساب کیا اس عرصہ میں ان شہتیریوں سے کچھ اور تیارشدہ سامان بھی معلوم ہوا۔ اس طرح سے حضور کو جب سب امور سے اطلاع ہوئی تو حضور کو اطمینان ہوگیا کہ آمدہ شہتیریوں کا حساب درست ہوگیا ہے۔

❁ **نمائندہ کو اختیارات:** ایک موقعہ پر جب حضور نے اکیلے مجھ کو سندھ میں اپنی ذاتی اسٹیٹس اور تحریک جدید کی اسٹیٹس کے لئے بطور کمیشن مقرر فرمایا اور ضروری ہدایات دیں۔ جب مَیں اٹھنے لگا تو حضور نے فرمایا کہ تحریک جدید کی اسٹیٹوں میں تو آپ چیکنگ کرسکیں گے کہ اختیار ہے لیکن میری اسٹیٹوں کے لئے کیا اختیار ہے؟ عرض کیا کہ حضور کے ارشاد سے اطلاع دے دوں گا۔ اس پر فرمایا: صرف یہ امر کافی نہیں کاغذ لاؤ تم کو اختیار دوں۔ چنانچہ حضور نے کاغذ پر تحریر فرمایا کہ میں ان کو سندھ کی سب اسٹیٹوں میں بطور کمیشن بھیج رہا ہوں۔ ان کو مینیجروں اور اکاؤنٹنٹوں کو معطل کرنے کا اختیار بھی ہوگا اور ہدایت فرمائی کہ پہلے یہ حکم ان کو دکھا دینا پھر اپنا کام کرنا۔ چنانچہ اس طرح عمل کرنے سے کوئی دقّت پیش نہ آئی۔

❁ **حضور کی دُور اندیشی:** اسی طرح جب حضورؓ نے بشیر آباد اسٹیٹ سندھ کی زمین خریدنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوریؓ کے ہمراہ خاکسار کو بھی بھیجا اور 18/19 سوالات قائم کئے کہ ان کے مطابق معلومات حاصل کرکے رپورٹ کریں ان میں سے چند یہ تھے: اس جگہ سے ریلوے سٹیشن، پختہ سڑک اور بڑا شہر کتنے فاصلہ پر ہے، لوگوں کی صحتیں کیسی ہیں، اس زمین میں کون کونسے درخت پیدا ہوتے ہیں، پرندے اور جانور کون کونسے ہوتے ہیں، پانی کی حالت کیسی ہے، زمین کس قسم کی ہے، کس قسم کا گھاس پیدا ہوتا ہے، کیا اردگرد کے لوگوں سے زمین مزید خریدی جاسکے گی۔ وغیرہ وغیرہ

ان سوالات سے حضورؓ کی دُور اندیشی کا کچھ اندازہ ہوتا ہے۔

ماہنامہ ''احمدیہ گزٹ'' کینیڈا فروری 2009ء میں سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی یاد میں مکرم محمود الحسن صاحب ایمن آبادی کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

ذات گو ہو گئی نہاں اُس کی
بات پہنچی کہاں کہاں اُس کی
قدر و قیمت میں گوہرِ یکتا
خیر و خوبی ہو کیا بیاں اُس کی
گلشنِ دیں کو کر گئی شاداب
ہم نشیں چشمِ خوں فشاں اُس کی
آج گو ہم میں وہ نہیں موجود
تیر اُس کے ہیں اور کماں اُس کی
مختصر سی حیات تھی لیکن
کتنی لمبی ہے داستاں اُس کی

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

2nd March 2012 – 8th March 2012

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 2nd March 2012

00:15	MTA World News
00:35	Tilawat
00:45	Japanese Service
01:05	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
01:45	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th January 1996
03:05	Tarjamatul Qur'an class: rec. 1st November 1995
04:10	Shama'il-e-Nabwi
04:50	Jalsa Salana Germany: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 26th June 2010
06:05	Tilawat
06:15	Dars-e-Hadith
06:30	Guftugu: discussion on historic Ahmadi events
07:10	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
08:15	Siraiki Service
09:05	Rah-e-Huda: rec. on 18th February 2012
10:40	Indonesian Service
11:40	Tilawat
11:55	Spotlight: an interview with Muhammad Siddique Gurdaspuri
13:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor
14:10	Dars-e-Hadith
14:25	Bengali Service
15:25	Real Talk: a programme exploring social issues affecting today's youth
16:30	Friday Sermon [R]
18:00	MTA World News
18:30	Jalsa Salana Germany: address delivered by Huzoor at the Tabligh seminar on 26th June 2010
19:25	Yassarnal Qur'an
20:00	Fiq'ahi Masa'il
20:30	Friday Sermon [R]
22:00	Insight: recent news in the field of science
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday 3rd March 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:35	International Jama'at News
01:05	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th February 1996
02:10	Fiq'ahi Masa'il
02:45	Friday Sermon: rec. on 2nd March 2012
03:55	Seerat Sahabiyat-e-Rasool (saw)
04:25	Rah-e-Huda: rec. on 11th February 2012
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Al-Tarteel
07:35	Jalsa Salana Germany: concluding address delivered by Huzoor on 27th June 2010
08:25	Question and Answer Session: recorded on 30th April 1995. Part 1
09:30	Friday Sermon [R]
10:40	Indonesian Service
12:00	Tilawat
12:10	Story Time: Islamic stories for children
12:30	Let's Find Out
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bengali Service
15:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:20	Live Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
19:30	Faith Matters: question and answer session on matters regarding faith and religion
20:30	International Jama'at News
21:05	Intikhab-e-Sukhan [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Sunday 4th March 2012

00:00	MTA World News
00:20	Friday Sermon: rec. on 2nd March 2012
01:30	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:40	Liqa Ma'al Arab: rec. on 9th January 1996
02:45	Dars-e-Hadith
03:00	Friday Sermon [R]
04:10	Story Time: Islamic stories for children
04:30	Yassarnal Qur'an
05:00	Faith Matters
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:20	Yassarnal Qur'an
06:50	Beacon of Truth
08:00	Faith Matters
09:10	Jalsa Salana UK: opening address delivered by Huzoor on 30th July 2010
10:15	Indonesian Service
11:15	Spanish Service: Spanish translation of Friday sermon, delivered on 25th March 2011
12:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:45	Story Time: Islamic stories for children
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
16:25	Faith Matters [R]
17:30	Al-Tarteel
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth [R]
19:35	Real Talk
20:40	Food for Thought
21:10	Jalsa Salana UK [R]
22:15	Friday Sermon [R]
23:25	Ashab-e-Ahmad

Monday 5th March 2012

00:00	MTA World News
00:15	Tilawat
00:35	Yassarnal Qur'an
01:00	International Jama'at News
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 29th February 1996
02:45	Food for Thought
03:15	Friday Sermon: rec. on 2nd March 2012
04:25	Ashab-e-Ahmad
04:55	Faith Matters
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	International Jama'at News
07:05	Adaab-e-Zindagi
07:40	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 5th September 1997
10:15	Indonesian Service: Indonesian translation of Friday sermon delivered on 16th December 2011
11:10	Jalsa Salana Speeches
12:00	Tilawat
12:15	International Jama'at News
13:00	Bengali Service
14:00	Friday Sermon: rec. on 19th May 2006
15:10	Jalsa Salana Speeches [R]
16:00	Dars-e-Hadith
16:20	Rah-e-Huda: rec. on 3rd March 2012
18:00	MTA World News
18:30	Arabic Service: Sabeel-ul-Huda
19:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th March 1996
20:40	International Jama'at News
21:15	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
22:15	Jalsa Salana Speeches [R]
22:55	Friday Sermon [R]

Tuesday 6th March 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat
00:30	Adaab-e-Zindagi
01:00	Insight: recent news in the field of science
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 5th March 1996
02:30	Rencontre Avec Les Francophones: rec. on 5th September 1997
03:35	Jalsa Musleh Ma'ood
05:00	Jalsa Salana UK: address delivered by Huzoor from the ladies' Jalsa Gah on 31st July 2010
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:30	Insight: recent news in the field of science
07:00	Rainbow Beach
07:30	Yassarnal Qur'an
08:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor
09:05	Question and Answer Session: recorded on 30th April 1995. Part 2
10:00	Indonesian Service
11:00	Sindhi Service: Sindhi translation of Friday sermon, delivered on 11th March 2011
12:10	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
12:20	Dars-e-Malfoozat
12:30	Insight: recent news in the field of science.
13:00	Bengali Service
14:00	Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor, on 1st August 2010
15:05	Yassarnal Qur'an
15:25	Guftugu
16:00	Australian Reptile Park [R]
16:25	Rah-e-Huda: rec. on 3rd March 2012
18:00	MTA World News
18:30	Beacon of Truth
19:35	Arabic Service: Arabic translation of Friday sermon delivered on 2nd March 2012
20:35	Insight: recent news in the field of science
21:00	Gulshan-e-Waqfe Nau class [R]
21:50	Jalsa Salana UK [R]
23:00	Real Talk

Wednesday 7th March 2012

00:10	MTA World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
00:50	Al-Tarteel
01:25	Liqa Ma'al Arab: rec. on 6th March 1996
02:30	Learning Arabic: a programme teaching how to read, write and speak Arabic
02:55	Food for Thought
03:25	Question and Answer Session: recorded on 30th April 1995. Part 2
04:55	Jalsa Salana UK: concluding address delivered by Huzoor, on 1st August 2010
06:00	Tilawat
06:15	Pakistan in Perspective
07:00	Yassarnal Qur'an
07:20	Children's class with Huzoor
08:35	Question and Answer Session: Urdu session, recorded on 15th June 1996. Part 1
09:50	Indonesian Service
10:55	Swahili Service
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: rec. on 2nd June 2006
14:00	Bengali Service
15:05	Children's class [R]
16:30	Fiq'ahi Masa'il
17:15	Pakistan in Perspective [R]
18:00	MTA World News
18:20	Question and Answer Session [R]
19:30	Real Talk
20:35	Al-Tarteel [R]
21:05	Fiq'ahi Masa'il [R]
21:40	Children's class [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Thursday 8th March 2012

00:00	MTA World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
01:00	Fiq'ahi Masa'il
01:35	Liqa Ma'al Arab: rec. on 7th March 1996
02:40	Pakistan in Perspective
03:15	Real Talk
04:30	Al-Tarteel
05:10	Friday Sermon: rec. on 2nd June 2006
06:00	Tilawat
06:10	Beacon of Truth
07:00	Safar-e-Hayat
08:05	Faith Matters
09:10	Spotlight: in memory of Hadhrat Musleh Ma'ood (ra)
10:00	Indonesian Service
11:05	Pushto Service
12:00	Tilawat
12:25	Yassarnal Qur'an
13:00	Bengali Service: Bengali translation of Friday sermon delivered on 2nd March 2012
14:05	Tarjamatul Qur'an class
15:20	Spotlight [R]
16:10	Faith Matters
18:00	MTA World News
18:25	Lajna Imaillah UK Ijtema: concluding address delivered by Huzoor on 3rd October 2010
19:55	Safar-e-Hayat [R]
20:55	Faith Matters [R]
21:55	Beacon of Truth [R]
23:00	Tarjamatul Qur'an class [R]

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London
TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org
Vol 19 Friday 24 February, 2012 Issue No. 08

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں احمدیوں پر ہونے والے مظالم۔ چند جھلکیاں

(ماہ دسمبر 2011ء)

(طارق حیات۔مربی سلسلہ احمدیہ)

(دوسری قسط)

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ،بانی جماعت احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’تھوڑا زمانہ پہلے بڑے بڑے علماء لکھ گئے تھے کہ مہدی موعود و مسیح مسعود کی آمد کا زمانہ بالکل قریب ہے بلکہ بعض نے اس کی تائید میں اپنے اپنے مکاشفات بھی لکھے تھے۔جب اس نعمت کا وقت آیا تو تمام یہودی سیرتوں نے اسے قبول کرنے سے اعراض کردیا ہے اورصرف انکار پر ہی اکتفا نہیں کی بلکہ تکذیب پر ایسے تلے ہوئے ہیں کہ جس کا کوئی حد حساب نہیں۔ مخالفت کا کوئی پہلو چھوڑ نہیں رکھا۔ ہر دجالیت و یہودیت کو عمل میں لایا جا رہاہے۔ ہر وقت فساد و شرارت کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔کونسا ایذاء و تکلیف دہی کا راہ ہے جس پر وہ نہیں چلے۔ہماری تخریب واستیصال کے لیے کونسا میدان تدبیر ہے جواُن کی اسپانِ مخالفت کی دوڑ دھوپ سے بچ رہاہے۔استہزاء و تضحیک کا کونسا پہلو باقی چھوڑا گیاہے۔یَا حَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ مَا یَاۡتِیۡہِمۡ مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا کَانُوۡا بِہٖ یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ (سورۃ یٰس:31) مگر اُن کی یہ فتنہ پردازیاں وگربہ مکاریاں کچھ بھی عنداللہ وقعت نہیں رکھتیں چہ جائیکہ ان کوکبھی کامیابی کا منہ دیکھنا بھی نصیب ہو

چراغیکہ ایزد بر فروزد
ہر آنکس تف زند ریشش بسوزد

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 467-466۔ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ذیل میں نظارت امور عامہ سے موصولہ Persecution Report بابت ماہ دسمبر 2011ء سے ماخوذ چند واقعات درج کئے جاتے ہیں۔اللہ تعالیٰ دنیا کے کونے کونے میں آباد احمدیوں کو اپنے مقدس امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تحریک پر اپنے مظلوم بہن بھائیوں کے لئے بکثرت دعائیں کرنے کی توفیق بخشے۔آمین ثم آمین

....

احمدیہ قبرستان کی بے حرمتی

دنیاپور، ضلع لودھراں، 4دسمبر: چند اوباشوں نے مقامی احمدیہ قبرستان میں گھس کر احمدی مرحومین کی قبروں کی بے حرمتی کی اور سات قبروں کے کتبے بھی توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کرڈالے۔یہ قبرستان 1976 سے قائم ہے اوراس میں 29 قبریں ہیں۔اس نہایت اخلاق سوز اور غیر شریفانہ فعل کی پولیس کو اطلاع کی گئی جس نے کارروائی کرکے کتبوں کے ٹکڑے برآمد کئے۔

جماعت احمدیہ کے ترجمان نے اس کارروائی کی شدید مذمت کرتے ہوئے بیان دیاہے کہ اب تو پاکستان میں صورت حال اس حد تک خراب ہوچکی ہے کہ فوت شدہ احمدی بھی مخالفین کے ظالمانہ اور بدتہذیبانہ سلوک سے باہر نہیں رہے۔احمدیت مخالف آرڈیننس کے اجراء سے لے کر اب تک قبروں کی بےحرمتی کے 29 واقعات سامنے آچکے ہیں۔

دنیا پور کے احمدی ایک مدت سے مولویوں کے ہاتھوں مظالم کا شکار ہیں کیونکہ یہ شریر طبقہ مختلف حیلوں بہانوں سے احمدیوں پر عرصہ حیات تنگ کرنے کے لئے سرگرم ہے اورلگتا ہے کہ دستور کا حصہ بننے والے ان بدنام زمانہ احمدیت مخالف قوانین کی ترمیم تک یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا۔

اس واقعہ سے اگلے روز اخبارات میں اس کی خبر شائع ہوئی۔ایکسپریس ٹریبیون کے مورخہ 5 دسمبر میں یہ واقعہ درج ذیل سرخی کے ساتھ شائع ہوا:

’’پاکستان میں اقلیتوں پر مظالم کا جاری وساری سلسلہ‘‘

....

احمدی استاد کے خلاف توہین قرآن کا بے بنیاد مقدمہ

کنگ چنن، ضلع گجرات، 17دسمبر: مکرم بشارت احمد صاحب پر توہین قرآن کا جھوٹا الزام لگا کر 295-B کا مقدمہ درج کیا گیا اور انہیں مورخہ 17 ؍دسمبر کو ضلع گجرات کے تھانہ کنجاہ میں درج ایف آئی آر نمبر 765 کے مطابق گرفتار کرلیا گیا۔

مکرم بشارت صاحب مقامی سرکاری ہائی سکول میں ہیڈ ماسٹر کے فرائض سرانجام دے رہے تھے۔آپ کے خلاف یہ جھوٹا الزام تراشا گیا کہ آپ نے طالبعلموں کی کتب کیچڑ میں پھینکی ہیں جن پر عربی تحریرات درج تھیں اس لئے آپ توہین کے مرتکب ہیں۔

شرارت کی جڑ اور فتنہ کی بنیاد بننے والے سکول کے طالب علموں نے بیان دیا تھا کہ’’اس دن عربی کا امتحان تھا اور ہم نے کتب ایک طرف رکھی تھیں جو ماسٹر صاحب نے اٹھا کر پھینکی تھیں‘‘۔

لیکن اصل حقائق، جھوٹ اور سچ کی تمیز سے ناآشنا ان طلباء کے بیان سے بالکل برعکس ہیں۔ دراصل اس دن عربی کا نہیں انگریزی کا امتحان تھا اور علم کے یہ طالب نہایت بے شرمی سے کھلم کھلا نقل کرنے میں مصروف تھے جس پر مکرم بشارت احمد صاحب نے ان سے کتب چھین کر دُور پھینک دیں۔یہ ہے اس احمدی کا اصل جرم!!۔

پھر یہ علم کے طالب ایک مولوی کی طرف مدد حاصل کرنے کے لئے دوڑے اورلگتا ہے کہ’’دین کے علم سے مالا مال یا مکمل طور پر محروم‘‘ یہ مولوی احمدیوں کے خلاف ’’تیر بہدف نسخہ‘‘ لے کر تیار ہی بیٹھا تھا اور پاکستان کا مستقبل یہ نونہال بچے احمدی استاد کے خلاف ایک جھوٹا اور بے بنیاد مقدمہ درج کروانے میں کامیاب ہوگئے۔

تقریباً 13 اساتذہ نے مکرم بشارت صاحب کی حمایت اور بے بنیاد الزام کی مخالفت کی لیکن اس کے باوجود ایس ایچ او نے یہ کہتے ہوئے مقدمہ درج کرلیا کہ اس پر مولویوں اور حکام بالا کی طرف سے دباؤ ہے۔اب خدا جانے یہ دباؤ ڈالنے والے پاکستان کے مولوی اور حکام بالا جھوٹ اور شرک کا باہمی فرق بھی جانتے ہیں کہ نہیں!!

....

احمدیوں کے ایڈریس قانون شکنوں کے حوالے

سرگودھا اور پنجند ضلع چکوال: (الف) مجلس احرار اور تحریک ختم نبوت کے نام پر کمائی کھانے والے مولوی گزشتہ ایک سال سے پنجند میں رہائش پذیر احمدیوں کی زندگی اجیرن بنانے کے لئے دن رات ایک کئے ہوئے ہیں۔ان فسادیوں نے شرانگیز مواد شائع کرکے تقسیم کیا، ریلیاں نکالیں اور پولیس کی جانب سے چپ سادھ لینے کی وجہ سے اس حد تک دلیر ہوگئے ہیں احمدیہ مرکز پر حملہ بھی کیا۔اب احمدی تو ہر شرارت کی اطلاع پولیس کو دیتے ہیں لیکن پولیس ہے کہ ان مذہب کے نام پر فساد کرنے والوں پر مہربانیاں کرنے میں کچھ کمی نہیں آنے دے رہی۔

لیکن اب تو حد ہی گزر گئی ہے ’’مجلس احرار اسلام‘‘ کا لبادہ اوڑھ کر فساد پھیلانے والے مولویوں نے شرافت کے تمام اصولوں اور ملکی قانون وضوابط کو دفن کرتے ہوئے پنجند کے تمام 35 مقامی احمدیوں کے پتے اور مکمل معلومات شائع کرکے ہرایرے غیرے اور چور اچکے کے فائدہ کے لئے تقسیم کردی ہیں۔اس فہرست میں تمام احمدی گھرانوں کے افراد کے اسماء، قوم، پیشہ اور مکمل پتہ درج ہے۔فساد اور نفرت کے پرچار کی کمائی کھانے والے اس گروہ نے اپنے پمفلٹ میں تمام ’’مسلمانوں‘‘ کو درس دیا ہے کہ وہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں احمدیوں کا مکمل مقاطعہ کریں اور ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی مالی یا جانی قربانی سے دریغ نہ کریں۔نیز عوام کالانعام کو بتایا ہے کہ احمدی مرتد ہیں اور اسلام کے باغی ہیں۔وغیرہ وغیرہ

اے کاش! ان مولویوں یا کسی ایک بھی تعلیم یافتہ پاکستانی نے تاریخ اسلام میں سے ’’مقاطعہ کی کہانی‘‘ ہی پڑھی ہوتی۔صرف یہ کہ اب تک کن لوگوں نے کن لوگوں کا کیوں مقاطعہ کیا اور کروایا تھا؟

اس پمفلٹ پر درج انہیں شائع کرنے والوں کا تعارف حسب ذیل ہے:

تحریک تحفظ ختم نبوت، مجلس احرار اسلام پنجند فون نمبر:0300-5755515

مجلس احرار اسلام، مسجد سیدنا ابوبکر صدیق، تلہ گنگ (غرب) فون نمبر:0300-4716780 اور دوسرا فون نمبر:0300-5780390

(ب) مذکورہ بالا طرز پر سرگودھا میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور شبان ختم نبوت سرگودھا نے ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جسے آگ کا انگارہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا کیونکہ اس میں 41؍احمدی تاجروں کی مکمل معلومات درج ہیں۔اس پمفلٹ کے شعلہ نوا محرر نے احمدیوں کو زندیق کا درجہ دیتے ہوئے مولوی کی عدالت سے احمدیوں کے لئے سزائے موت سنائی ہے۔

اس پمفلٹ پر ’’مسلمانوں‘‘ کے لئے مرکزی عیدگاہ سرگودھا میں مورخہ 8؍اکتوبر 2011ء میں ہونے والی کانفرنس کا دعوت نامہ بھی درج ہے۔نیز لوگوں کے علم میں اضافہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قادیانی، یہود اور نصاریٰ مل کر پاکستانی حکومت پر دباؤ ڈال رہے ہیں۔اور تمام قارئین کے لئے پیغام ہے کہ ’’کچھ کرلو‘‘ ورنہ تمہارا گنبد خضراء سے تعلق منقطع ہوجائے گا۔

سرگودھا احمدیت مخالفین کے لئے ایک ضلعی صدر مقام بنا ہوا ہے کئی شدت پسند ملاں یہاں رہائش رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے دہشت گردوں سے رابطوں اور قریبی تعلقات کا تذکرہ اخبارات میں ہوتا رہتا ہے۔لیکن پولیس نے ان فسادیوں کی تمام احمدیت مخالف سرگرمیوں سے صرف نظر کی پالیسی اپنا رکھی ہے شائد ان ملاؤں سے لگا کر کھانے میں ہی آج پاکستانی سیاست دان اور انتظامیہ اپنی خیر محسوس کرتی ہے۔

....

مشکلات میں گرفتار، ایک احمدی تاجر

سیالکوٹ: مکرم شوکت محمود طاہر صاحب یہاں خادم علی روڈ پر ’’بشیر جمیل سرجیکل‘‘ کے نام سے قائم فیکٹری کے مالک ہیں۔آپ کے موبائل پر ایک نامعلوم نمبر سے مسلسل دھمکی آمیز فون آرہے ہیں پھر کسی شریر نے آپ کے گھر کے سامنے والی دیوار پر ’’مرزائی کافر‘‘ لکھ دیا جو آپ کے ایک ملازم نے مٹا دیا۔لیکن شرپسندوں نے دوبارہ لکھا دیا اور اب کی بار لکھا کہ ’’مرزائی کافر۔مرزائیوں کا جو یار ہے وہ اسلام کا غدار ہے‘‘۔

نیز جان سے ماردینے کی دھمکیاں ملنے پر مکرم

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں